12

لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

11 تا 17 شوال المکرم 1447ھ/31 مارچ تا 6 اپریل 2026ء

اس شمارے میں

اسرائیل کے جنگی اہداف

رمضان کا حاصل اور کرنے کے کام

تحریک رجوع الی القرآن

کچھ لوگ ابھی کھڑے ہیں، خیر کو شکست نہیں ہوئی!

آخر اس درد کی دوا کیا ہے!

پاکستان کا اُبھرتا ہوا سفارتی کردار

کیا جہاد دفاعی جنگ کا نام ہے؟

یہ انسانی حاکمیت کے خلاف ایک انقلابی نعرہ ہے۔ زمین پر حکومت الٰہی کے قیام کا مقصد: اللہ کی ربوبیت کے معنی یہ ہیں: زمین کے ہر ایک گوشہ میں انسانی حاکمیت کو چیلنج کر دینا جس صورت میں کہ یہ موجود ہو' یا یوں کہیے کہ اللہ کی ربوبیت کے معنی ہیں کہ انسان کی خدائی کو چیلنج کیا جائے جس صورت میں کہ یہ موجود ہو' اور اس کا سبب یہ ہے کہ جس حکم کا سرچشمہ انسان کی اپنی رضا ہو اور جس حکم میں اقتدار اعلیٰ انسان ہی کو تسلیم کیا گیا ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس حکم میں انسان کو الٰہ بنا لیا گیا ہے' بعض نے بعض کو اللہ کے مقابلے میں رب ٹھہرا لیا۔

تو اس صورت میں اللہ کی ربوبیت کے اعلان کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے غصب کردہ اقتدار اعلیٰ کو ان کے ہاتھوں سے چھین کر اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دینا اور ان غاصبوں کو اقتدار اعلیٰ کے اس منصب سے اتار دینا۔ یہ غاصب جو لوگوں کو اپنے بنائے ہوئے قانون کا پابند بناتے ہیں خود ان کے سامنے رب بن کر بیٹھتے ہیں اور انہیں غلاموں کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "بشری حاکمیت کے مقابلہ میں حکومت الٰہیہ کا قیام"۔ قرآن مجید کے اپنے الفاظ میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ ﴿هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ﴾ "اللہ کی حاکمیت جس طرح آسمانوں پر ہے اُسی طرح زمین پر بھی ہے۔"

زمین پر حکومت الٰہیہ کے قیام کی یہ صورت نہیں ہے کہ اقتدار اعلیٰ کے اونچے مقام پر کسی مذہبی طبقہ کو فائز کر دیا جائے جس طرح کلیسا کے اقتدار کے دور میں ہوا۔ اسی طرح حکومت الٰہیہ کے قیام کی یہ شکل بھی نہیں ہے کہ تھیا کریسی کے نام سے مذہبی طبقہ کو الٰہ بنا لیا جائے۔ اس کی تو ایک ہی صورت ہے کہ اللہ کی شریعت کا نفاذ عمل میں لایا جائے اور حاکمیت کے معاملہ کو اللہ کی طرف لوٹا دیا جائے اور اسی کے حکم کے مطابق فیصلے کئے جائیں جس طرح کہ اس نے اپنی نازل کردہ شریعت میں بیان فرما دیا ہے۔

سید قطب شہیدؒ
تفسیر فی ظلال القرآن

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

قیامت آئے گی تو دنیا کی زندگی کی حقیقت کھلے گی

الھدیٰ 1176 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الرُّوم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات:55،56

وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۬ۙ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَۃٍ ؕ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِیۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫ فَہٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَلٰکِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾

آیت ۵۵: ﴿وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَۃٍ ؕ﴾ ”اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔“

کہ وہ دنیا میں یا عالم برزخ میں گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے۔

﴿کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ”اسی طرح وہ (دُنیا میں بھی) اُلٹے پھرائے جاتے رہے ہیں۔“

جس طرح وہ لوگ روزِ قیامت اپنی زندگی کے دورانیے کے بارے میں انتہائی غیر معقول بات کریں گے، بالکل ایسے ہی دنیا میں بھی اُن کی سوچ اور فکر حقیقت سے بہت دور تھی۔

آیت ۵۶: ﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِیۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫﴾ ”اور (اُس وقت) کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان عطا کیا گیا تھا کہ تم ٹھہرے ہو اللہ کے فیصلے کے مطابق دوبارہ اُٹھنے کے دن تک۔“

تب اہل علم اور صاحبِ ایمان لوگ اُنہیں بتائیں گے کہ اے بدبختو! تم جسے ایک گھڑی کہہ رہے ہو وہ دراصل عالم برزخ کا طویل عرصہ تھا جو اللہ کے فیصلے کے مطابق تم پر گزرا۔ ظاہر ہے ایک شخص اگر آج سے پانچ ہزار سال قبل فوت ہوا تھا تو آج تک وہ عالم برزخ میں ہی ہے اور نہ معلوم قیامت تک اور کتنا عرصہ وہ مزید وہاں رہے گا۔ اور یومِ بعث کب آئے گا؟ اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔ چنانچہ اُنہیں بتایا جائے گا کہ تم لوگ اللہ کے حساب اور اس کے فیصلے کے مطابق یومِ بعث تک وہاں رہے ہو۔

﴿فَہٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَلٰکِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ ”تو یہ ہے یومِ بعث، لیکن تم لوگ تو علم ہی نہیں رکھتے تھے۔“

ابھی تمہاری آنکھ کھلی ہے تو تم یومِ بعث کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، مگر دنیا میں تو تم لوگوں نے آخرت کی زندگی اور اس دن کے بارے میں کبھی غور کرنا پسند ہی نہیں کیا تھا۔

تکبر اور اسراف سے بچو

درس حدیث

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ شُعَیۡبٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَتَصَدَّقُوۡا وَالۡبَسُوۡا مَا لَمۡ یُخَالِطۡ اِسۡرَافٌ وَلَا مَخِیۡلَةٌ)) (رواہ احمد ونسائی وابن ماجہ)

عمرو بن شعیبؒ اپنے والد شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ، پیو، صدقہ و خیرات کرو، اور پہنو ہر وہ لباس جس میں اسراف وتکبر (فضول خرچی اور گھمنڈ) کی ملاوٹ نہ ہو۔“

تشریح: کھانے پینے کی چیزیں اور لباس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ جس کو اچھی خوراک اور اچھا لباس میسر ہو اُسے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ نہ تو اسراف ہو اور نہ دل میں فخر اور تکبر ہو۔ بلکہ آدمی اپنے حلال مال سے دوسرے ضرورت مندوں کی کھانے اور لباس سے مدد کرے۔ خلافِ شرع کام میں ایک پیسہ بھی خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
11 تا 17 شوال المکرم 1447ھ — جلد 35
31 مارچ تا 6 اپریل 2026ء — شمارہ 12
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسرائیل کے جنگی اہداف

مشرقِ وسطیٰ میں تاحال جنگ جاری ہے، ایران، امریکا اور اسرائیل کے درمیان جاری لڑائی رُک نہیں رہی ہے، جس کے اثرات پورے خطے بلکہ پوری دنیا پر پڑ رہے ہیں۔ اس جنگ کے بارے میں سب سے بڑا تضاد یہ ہے کہ ایک طرف امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ مسلسل یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ایران شکست کے دہانے پر ہے اور جلد ہتھیار ڈالنے والا ہے، جبکہ دوسری طرف میدانِ جنگ سے آنے والی خبریں اس کے برعکس تصویر پیش کر رہی ہیں۔ ایران کے میزائل اسرائیل تک پہنچ رہے ہیں، امریکی مفادات پر حملے ہو رہے ہیں اور اس وقت اسرائیل و امریکا اپنی تاریخ کے مشکل ترین مرحلے میں ہیں۔ یہاں اصل سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ اگر امریکا واقعی اس جنگ میں کامیاب ہو چکا ہے یا ایران ہتھیار ڈالنے کے قریب ہے تو پھر مسلسل بمباری، عسکری دباؤ اور بیانات کی جنگ کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ واقعی فتح کی جنگ ہے یا ایک ایسے سیاسی بیانیے کو قائم رکھنے کی کوشش جس کے ذریعے عالمی رائے عامہ کو متاثر کیا جا سکے؟

بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ابتدائی فضائی حملوں میں ایرانی قیادت کو نقصان پہنچا، مگر ایرانی حکومت فوری طور پر نئی قیادت قائم کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ ماہرین کے مطابق ایران کی 'موزیک دفاعی حکمتِ عملی' نے فوجی نظام کو قیادت کے نقصان کے باوجود فعال رکھا ہے۔ ایران نے جوابی کارروائی میں خلیجی ممالک، بحری جہازوں اور اہم تنصیبات کو نشانہ بنایا، جس سے آبنائے ہرمز میں کشیدگی بڑھی اور عالمی تیل کی قیمتیں تیزی سے بڑھ گئیں۔ متعدد ممالک نے اپنے اسٹریٹجک تیل کے ذخائر جاری کیے، مگر سپلائی بحران برقرار ہے اور کئی ممالک میں تجارتی سرگرمیاں متاثر ہو رہی ہیں۔

ماہرین کے مطابق ایران کی حکمتِ عملی تین نکات پر مبنی ہے: حکومت کا تحفظ، جوابی حملوں کی صلاحیت برقرار رکھنا، اور جنگ کو طول دینا تاکہ مذاکرات اپنی شرائط پر ہوں۔ اس کے برعکس صدر ٹرمپ نے ایران سے 'غیر مشروط ہتھیار ڈالنے' کا مطالبہ کیا ہے، مگر امریکی حکمتِ عملی پر سوالات اُٹھ رہے ہیں۔ تجزیہ کاروں کے مطابق امریکا ممکنہ طور پر محدود فوجی کامیابی کو ہی 'فتح' کے طور پر پیش کر سکتا ہے، جبکہ زمینی فوج یا ایران کے اندرونی گروہوں کی حمایت مزید عدم استحکام پیدا کر سکتی ہے۔ جنگوں میں ہمیشہ دو محاذ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو میدانِ جنگ میں لڑا جاتا ہے اور دوسرا وہ جو بیانیے اور پروپیگنڈے کے ذریعے عالمی رائے عامہ میں لڑا جاتا ہے۔ ایران اور امریکا کے درمیان موجودہ تنازع بھی اسی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایران کی بحریہ ختم ہو چکی ہے، اس کی فضائیہ تباہ ہو چکی ہے اور اس کے میزائل و ڈرون نظام کو شدید نقصان پہنچایا جا چکا ہے۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے ایرانی رہنماؤں کی ٹارگٹ کلنگ کو اپنے لیے ''اعزاز'' قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ایران جلد ہتھیار ڈالنے کے قریب ہے۔ لیکن دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ ایران کی جانب سے اسرائیل پر میزائل حملے جاری ہیں۔ اسرائیلی میڈیا اور ایمرجنسی سروسز کے مطابق حالیہ حملوں میں درجنوں افراد زخمی ہوئے اور سینکڑوں گھر تباہ ہو گئے۔ شہریوں کو بنکروں میں پناہ لینے کی ہدایت دی گئی اور پورے اسرائیل میں ہائی الرٹ نافذ کر دیا گیا۔ اگر ایران واقعی عسکری طور پر مفلوج ہو چکا ہوتا تو ایسے حملوں کا تسلسل ممکن نہ ہوتا۔ یہی وہ تضاد ہے جو اس جنگ کے بیانیے کو مشکوک بناتا ہے۔

ایران اور اسرائیل کے درمیان کشیدگی اب صرف دو ممالک تک محدود نہیں رہی۔ عراق میں ایران کے حمایت یافتہ ایک گروہ کی جانب سے امریکی فوجی طیارے پر حملہ اور اس کے نتیجے میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت اِس بات کی علامت ہے کہ یہ جنگ پورے خطے میں پھیل سکتی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کی جغرافیائی اور سیاسی حقیقت یہ ہے کہ یہاں کسی بھی جنگ کو محدود رکھنا آسان نہیں ہوتا۔ لبنان میں حزب اللہ، عراق میں مختلف مسلح گروہ، شام میں جاری تنازعات اور خلیجی ممالک کی سیاسی صف بندی اس جنگ کو ایک وسیع علاقائی تصادم میں تبدیل کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی طاقتیں اس صورتحال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ روس اور چین کی ممکنہ حمایت کے بارے میں امریکی بیانات بڑی جنگ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ تنازع بڑی طاقتوں کے درمیان پراکسی جنگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس کے نتائج بھی انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں۔

اس جنگ کا ایک پہلو عالمی معیشت سے بھی جڑا ہوا ہے۔ آبنائے ہرمز دنیا کی اہم ترین سمندری گزرگاہوں میں سے ایک ہے جہاں سے عالمی تیل کی بڑی مقدار گزرتی ہے۔ اگر اِس راستے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو اس کا اثر صرف مشرقِ وسطیٰ تک محدود نہیں رہتا بلکہ پوری دنیا کی معیشت متاثر ہوتی ہے۔ جی سیون ممالک کی جانب سے امریکا پر جنگ ختم کرنے کے لیے دباؤ بھی اسی حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ عالمی طاقتیں جانتی ہیں کہ اگر یہ جنگ طول پکڑتی ہے تو تیل کی قیمتوں میں شدید اضافہ اور عالمی معاشی بحران پیدا ہو سکتا ہے۔ امریکا کے حملوں سے پہلے ایران میں عوامی سطح پر رجیم کے خلاف احتجاج تھا لیکن اب ایران میں ہونے والے مظاہرے اور یوم القدس کے موقع پر ہزاروں افراد کی سڑکوں پر موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں کے عوام نظریاتی طور پر موجودہ رجیم کے ساتھ کھڑے ہیں اور یہ سب کچھ امریکا نے اپنے لیے خود کیا ہے۔ تہران کے انقلاب اسکوائر میں جمع ہونے والے مظاہرین کے نعروں اور جذبات سے واضح ہوتا ہے کہ ایران میں اس جنگ کو ایک قومی اور مذہبی مزاحمت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور تاریخ یہی ہے کہ جب کوئی جنگ قومی مزاحمت کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو اُسے صرف طاقت سے ختم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ افغانستان اور عراق کی مثالیں اس حقیقت کی واضح یاددہانی ہیں کہ طاقتور ترین فوجیں بھی عوامی مزاحمت کے سامنے طویل عرصے تک کامیابی حاصل نہیں کر پاتیں۔ اس جنگ کے حوالے سے دنیا کے مختلف دانشوروں اور ادیبوں نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ بھارتی ادیبہ ارون دھتی رائے نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم تہران، اصفہان اور بیروت جیسے شہروں کو نظرانداز نہیں کر سکتے جو اس وقت شعلوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اُن کے مطابق یہ منظر ہمیں ایک بار پھر وہی پرانا طریقہ کار دکھاتا ہے جس میں عورتوں اور بچوں کی ہلاکت، اسپتالوں پر بمباری اور شہروں پر اندھا دھند حملے شامل ہوتے ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ یہ دراصل غزہ میں جاری پالیسیوں کا تسلسل ہے۔ اُنہوں نے خبردار کیا کہ ایران غزہ نہیں ہے اور اس جنگ کا پھیلاؤ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ اُن کے مطابق دنیا اس وقت ایٹمی تباہی اور معاشی زوال کے دہانے پر کھڑی ہے۔ امریکا اور اُس کے اتحادی اس جنگ کو دہشت گردی کے خلاف جنگ اور عالمی امن کے لیے ضروری اقدام کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ ایران اور اُس کے حامی اِسے سامراجی جارحیت اور خطے پر تسلط کی کوشش قرار دیتے ہیں۔ یہی بیانیے کی جنگ عالمی رائے عامہ کو تقسیم کر رہی ہے۔ مغربی میڈیا کی ایک بڑی تعداد امریکی موقف کو اُجاگر کرتی ہے جبکہ مشرقی دنیا میں اس جنگ کو ایک مختلف زاویے سے دیکھا جا رہا ہے۔ اگر اس پوری صورتحال کا غیر جذباتی تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اس جنگ کا مقصد صرف ایران کو عسکری طور پر شکست دینا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس جنگ کے پیچھے کئی بڑے مقاصد کارفرما ہیں۔ ان میں ایران کی علاقائی طاقت کو کمزور کرنا، اُس کے اتحادیوں کو تنہا کرنا، مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کے توازن کو تبدیل کرنا اور توانائی کے وسائل پر اثر ورسوخ قائم رکھنا شامل ہے۔

7 اکتوبر 2023ء کے بعد ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی غزہ پر بہیمانہ بمباری بھی مسلمانوں کے خلاف ریاستی دہشت گردی کا حصّہ تھی اور نام نہاد امن معاہدوں کے بعد بھی اس درندگی میں کمی نہیں آئی۔ مسلم دشمنی اور اخلاقی گراوٹ کا یہ عالم ہے کہ رمضان المبارک میں مسجدِ اقصیٰ کو فلسطینی مسلمانوں کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور اسرائیل اب خطے کے دیگر مسلم ممالک کو بھی نشانہ بنا رہا ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور امریکہ کے اعلیٰ عہدیدان انتہائی بے شرمی کے ساتھ گریٹر اسرائیل کے قیام کو اپنا مذہبی مشن قرار دے رہے ہیں اور اس ابلیسی ہدف کے حصول کے لیے وہ خطے کے مسلم ممالک کو جنگ میں جھونک رہے ہیں۔ ایران پر حملہ اسی شیطانی منصوبہ کی تازہ ترین کڑی ہے اور اگلا نشانہ پاکستان ہو سکتا ہے۔ اسرائیل اور اُس کے تمام معاونین کا معاملہ ”لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے“ کے مصداق ہے کہ جب تک عملی کارروائی نہیں کی جاتی وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئیں گے۔ لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ غیروں اور اُن کے اداروں پر انحصار کرنے کی بجائے مسلمان ممالک متحد ہوں۔ اگر مسلمان ممالک مل کر دنیا بھر میں نظریاتی اور عملی اسلاموفوبیا کے مرتکب افراد، اداروں اور ممالک کا سفارتی اور معاشی بائیکاٹ کریں اور عسکری سطح پر جواب دینے کی تیاری کریں تو طاغوتی قوتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی اور صرف اسی طریقے سے مظلوم مسلمانوں کی حقیقی دادرسی اور اسلام کا بول بالا کرنا ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلم دنیا کے حکمرانوں اور اہلِ اختیار کو درست راستہ دکھائے، اُنہیں دنیا بھر میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے قیام کی توفیق عطا فرمائے اور پاکستان کو امن، استحکام اور سربلندی نصیب فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کا خطبۂ عید

جامع مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 21 مارچ 2026ء کے خطاب عید کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لکل قوم عید وھذا عیدنا)) ''ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ (عید الفطر یا عید الاضحیٰ) ہماری عید ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہمیں با مقصد تہوار عطا فرمائے ہیں۔ رمضان مکمل ہوتا ہے، روزے کی عظیم عبادت پائے تکمیل کو پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ عید الفطر عطا فرماتا ہے۔ حج کی عظیم عبادت مکمل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ عطا فرماتا ہے۔ مسلمان کی خوشی بھی اللہ کے حکم کے تابع ہوتی ہے، وہ اللہ کی تکبیرات کے ساتھ اور اللہ کے سامنے جھک کر اپنی عید کا آغاز کرتا ہے۔ اللہ کا حق بھی ادا ہوتا ہے، مخلوق کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔ عید الفطر کے موقع پر صدقہ فطر ادا کرنے کی تلقین ہے جس کا حاصل حدیث کے مطابق یہ ہے کہ روزے میں اگر کمی کوتاہی ہو جائے تو اس کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے اور غریب کو بھی عید کی خوشی میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔ یہ خوبصورت دین اللہ نے ہمیں عطا فرمایا کہ جہاں حقوق اللہ کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے وہاں حقوق العباد ادا کرنے کا اہتمام بھی سکھاتا ہے۔ رمضان المبارک میں ہم نے روزے رکھے، اس کے بعد اب ہم تکبیرات کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (البقرہ) ''اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے' اور تاکہ تم شکر کر سکو۔''

یہ رمضان کے روزے قرآن جیسی عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے رکھوائے گئے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس ہدایت پر جو اللہ نے تمہیں عطا فرمائی۔ آج ہم تکبیرات کہتے ہوئے عید گاہ آئے ہیں، تکبیرات کہتے ہوئے واپس بھی جائیں گے۔ لیکن تکبیر محض یہ نہیں کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی تسبیحات پڑھ لی جائیں، یہ بھی لازم ہے لیکن تکبیر رب کا اصل تقاضا یہ ہے کہ زمین پر اللہ کے احکامات کے نفاذ کی جدوجہد کی جائے۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردان خداگاہ و خدا مست
یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات

مرتب: ابو ابراھیم

یہ چرند پرند، یہ پتے، بوٹے بھی اللہ کی تسبیح تکبیر بیان کر رہے ہیں لیکن مسلمانوں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے نفاذ کی جدوجہد کریں۔ رمضان کے مہینے میں غزوۂ بدر سجا، رمضان کے مہینے میں ہی مکہ فتح ہوا۔ یہ مجاہدانہ تربیت ہے جو اللہ تعالیٰ اس مبارک ماہ کے ذریعے ہمیں دینا چاہتا ہے تاکہ اللہ کے بندے ظلم کے خاتمے کے لیے، عدل کے نفاذ کے لیے اور واقعتاً اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوں۔

رمضان کے روزے مکمل ہو گئے لیکن زندگی بھر کا روزہ جاری ہے، اس میں اپنے آپ کو گناہوں سے اور حرام کاموں سے اسی طرح بچانا ہے جس طرح روزہ میں ہم نے حلال چیزوں کو چھوڑ دیا تھا۔ یہ روزہ مرتے دم تک چلے گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران) ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

مرتے دم تک اللہ کا فرمانبردار بن کر رہنا ہے۔ عید کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ خوشی میں آزاد ہو جائے اور رمضان کے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی بندگی کے تقاضے ختم ہو گئے۔ اللہ اب بھی اللہ ہے، ہم اب بھی اس کے بندے ہیں۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم یہ دعا دہراتے ہیں۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾

''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

رمضان کے بعد بھی اللہ کی بندگی جاری رہنی چاہیے۔ رمضان چلا گیا لیکن قرآن کا تحفہ ہمیں دے گیا۔ اب یہ نہ ہو کہ آئندہ رمضان تک قرآن بند ہو جائے، یا کسی کے انتقال پر کھلے۔ یہ ہر وقت پڑھنے والا کلام ہے۔ یہ قرآن ہمارا سب سے اہم ترین نصاب ہے۔ مسلمان بوڑھا ہو یا بچہ، مرد ہو یا عورت ہر چند گھنٹوں پر اسے قرآن پڑھنا چاہیے اور اس سے رہنمائی لینی چاہیے۔ یہ کتاب ہدایت ہے، ثواب کی نیت سے بھی پڑھنا چاہیے لیکن اس سے آگے بڑھ کر اس کے تقاضوں پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اس لحاظ سے ہم رمضان کے بعد کہاں کھڑے ہیں، اس حوالے سے بھی اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ بحیثیت اُمتی ہماری جو اجتماعی ذمہ داریاں ہیں اُن کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے غزہ کے مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے، اس مرتبہ رمضان میں بھی مسجد اقصیٰ بند رہی، عید الفطر کی نماز بھی وہاں منع کر دی گئی۔ اس وقت ہم اہل غزہ کو بھولے ہوئے ہیں اور ایران کا معاملہ ہمارے سامنے ہے۔ اقوام متحدہ، جنیوا کنونشن وغیرہ کو اُٹھا کر پھینک دیا گیا ہے اور اسرائیل اور امریکہ اس وقت بدمعاش بنے ہوئے ہیں اور دندناتے پھر رہے ہیں۔ ان کا مکروہ چہرہ

کھل کر دنیا کے سامنے آ چکا ہے۔ اس وقت اُمّتِ مسلمہ پر جو افتاد آن پڑی ہے ہم سب کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اُمّت کے اتحاد کی بات ہونی چاہیے۔ عربوں کو بھی اللہ ہدایت دے، ہمیں بھی اللہ ہدایت عطا فرمائے۔ امریکہ کا کمبل چھوڑنا پڑے گا۔ ہنری کسنجر نے کہا تھا کہ امریکہ کا دشمن تو شاید بچ سکتا ہے امریکہ کا دوست نہیں بچ سکتا۔ اللہ ہمارے بڑوں کو بھی صحیح فیصلوں کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کے حال پر رحم فرمائے۔ ٹرمپ اور نیتن یاہو کٹر مذہبی بنے ہوئے ہیں۔ نیتن یاہو کہتا ہے میں روحانی مشن پر ہوں، ٹرمپ کہتا ہے مجھے عیسیٰ علیہ السلام بشارتیں دے رہے ہیں۔ دوسری طرف ہم مسلمان اپنا جائزہ لیں کہ ہماری دینداری کدھر ہے؟ یہ مملکت خداداد پاکستان، جس کو ہم نے اسلام کے نام پر لیا، اسلام کی طرف پیش قدمی تو دور کی بات اُلٹا ہم اسلام سے دور جا رہے ہیں۔ اللہ ہمیں ہدایت عطا کرے۔

پاکستان اور افغانستان کے درمیان عید کے موقع پر سیز فائر کا اعلان ہوا، خوش آئند بات ہے لیکن مستقل امن کے لیے دونوں مملکتوں کو بیٹھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ اسلام دشمن قوتیں کبھی نہیں چاہیں گی کہ یہاں امن ہو۔ سی آئی اے، را، موساد سمیت امن کے دشمن اپنا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو سمجھنا چاہیے۔ ایرانی قیادت نے بھی کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان اور افغانستان متحد ہو کر ترقی کریں تاکہ خطہ میں استحکام آئے۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ برسوں پر پہلے ان تین ممالک کے اتحاد پر زور دیتے رہے تھے۔ انہوں نے PIA کے نام سے پاکستان، ایران اور افغانستان کے مشترکہ بلاک کی تجویز بھی پیش کی تھی۔ وہ اس کی وجہ بھی بتاتے تھے کہ یہی خطہ مستقبل کا خراسان بنے گا جہاں اسلامی فوجیں نکل کر حضرت مہدیؒ کی نصرت کے لیے جائیں گی اور دجال کے لشکر کے خلاف جنگ کریں گی۔ اسلام دشمن قوتیں اس سے بے خبر ہرگز نہیں ہیں، اسی لیے وہ نہیں چاہتیں کہ یہاں استحکام آئے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان اور افغانستان کی قیادتوں کو سمجھ اور ہدایت عطا فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ بھی مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات:10) ”یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔“

اللہ چاہتا ہے کہ مسلمان اس بنیاد پر بھائی بھائی بنیں اور اس خطے کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں۔ آج فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔ وہ یہود پیچھے بیٹھا ہے اور ٹرمپ دندناتا پھر رہا ہے۔ ٹرمپ اپنی حرکتوں سے خود ہی امریکہ کی بربادی کا سبب بن جائے گا لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث میں آخری زمانے کے حوالے سے جہاں بڑی جنگوں کا ذکر ہے، وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب ہوگا۔ ہمیں بحیثیت مسلمان اس کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے اور رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ہمیں اسی مجاہدانہ تربیت سے گزارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تربیت سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ تب ہوگا جب ہم اسلام کو سامنے رکھیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ہمیں عزت کپڑوں سے نہیں ملی، ہمیں عزت اسلام سے ملی ہے۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا اور اسلام کے نفاذ میں ہی اس کا استحکام اور اس کی بقاء پوشیدہ ہے۔ امریکہ کی غلامی سے استحکام کبھی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط﴾ (البقرۃ:120) ”اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔“

ملکی ترقی اور استحکام کے لیے امریکہ کا کیمپ چھوڑنا پڑے گا۔ اگر کسی کیمپ میں شامل ہونا ضروری ہے تو چائنہ اور روس کے کیمپ میں جانا چاہیے۔ یہ ظاہر کی تدبیر ہے لیکن اصل حل یہ ہے کہ امت آپس میں متحد ہو جائے۔ آج عرب ممالک کو ایران سے شکایت ہے کہ وہ میزائل حملے کر رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عرب ممالک نے امریکہ کو اڈے کیوں دیئے؟ آج اگر امریکہ تمہارا دفاع بھی نہیں کر سکتا تو اُس کی غلامی کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ مسلمان ممالک آپس میں متحد ہوں گے تو اپنا دفاع کر سکیں گے۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے۔ محض ایٹمی صلاحیت کا ہونا یا میزائل ٹیکنالوجی کا ہونا کافی نہیں ہے۔ ان ظاہری اسباب کے ساتھ سوویت یونین قائم نہ رہ سکا۔ حالانکہ وہ ٹیکنالوجی میں پاکستان سے بہت بڑھ کر تھا۔ اصل چیز نظریہ ہے، سوویت یونین اپنے نظریے سے پیچھے ہٹا تو ختم ہو گیا۔ پاکستان کی بقاء بھی نظریہ کے نفاذ میں پوشیدہ ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

نفاذِ اسلام کی طرف پیش قدمی ہوگی تو اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (محمد) ”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔“

اللہ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو اللہ کے دین کی مدد اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں سمجھ دے کہ ہم دین کو ترجیح دیں، امت کے مقصد اور مفاد اور اُمت کے اتحاد کو ترجیح دیں۔ آمین! ۞۞۞

دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ پوٹھوہار کے ناظم نشر و اشاعت محترم عبدالرحمٰن تابانی کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-5595177

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق محترم افتخار احمد کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-9111973

☆ حلقہ لاہور غربی کے ملتزم رفیق محترم عبدالمتین مجاہد کی ساس وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-4199099

☆ حلقہ سرگودھا، چک 90 جنوبی کے نقیب اسرہ محترم عثمان اکرم گل کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0346-5516107

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے ملتزم رفیق محترم شارق ظہیر کی پھوپھی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0322-2661050

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رمضان کا حاصل اور کرنے کے کام

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 20 مارچ 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان کے بابرکت ماہ سے مستفید ہونے کا ہمیں موقع ملا۔ اس پر ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ آج جمعۃ الوداع ہے۔ مفتی منیب الرحمان صاحب ایک دلچسپ بات کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے جانے کے بعد بندگی کے تقاضے ختم ہو جائیں گے، تقویٰ کے تقاضے ختم ہو جائیں گے، قرآن حکیم بند ہو جائے گا۔ رمضان کے بعد اللہ کے حضور رونا گڑگڑانا بند ہو جائے گا۔ رمضان کے بعد اپنے اوقات کی حفاظت کرنے کی کوشش کرنا ختم ہو جائے گا؟ یہ کوئی تصور ہمارے دین میں نہیں ہے۔ دنیا میں ہم انویسٹمنٹ کرتے ہیں، بچوں پر بھی کرتے ہیں، کاروبار میں بھی کرتے ہیں، دنیا میں ہم کہیں وقت لگاتے ہیں، پیسہ لگاتے ہیں، اپنے آپ کو کھپاتے ہیں، اپنی اولاد کو کھپاتے ہیں تو اس کا ریٹرن بھی چیک کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے رمضان میں مشقت اُٹھائی، رات کو قیام کیا، اعتکاف بھی کیا ہے، قرآن کی تلاوت بھی کی، اس کا بھی ہمیں ریٹرن دیکھنا چاہیے کہ رمضان کے بعد ہم کہاں کھڑے ہیں؟

سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک کتابچہ بعنوان ''دو روزے'' ہر سال تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک روزہ تو وہ ہے جو ہم رمضان میں رکھتے ہیں یا پھر نفلی طور پر کسی دن رکھتے ہیں۔ یہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب پر مکمل ہو جاتا ہے۔ اس دوران ہم کھا پی نہیں سکتے، زوجین کا تعلق ممنوع ہو جاتا ہے، اسی طرح اور کئی حلال چیزوں سے ہم افطاری تک پرہیز کرتے ہیں۔ رمضان کے بعد 11 ماہ ہم کبھی کبھار نفلی روزے تو رکھ لیتے ہیں لیکن فرض روزہ صرف رمضان میں رہتا ہے۔ لیکن ایک روزہ زندگی بھر کا ہے جو موت تک جاری رہتا ہے۔ رمضان کے روزے کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ تقویٰ خدا کا خوف دل میں پیدا کرنے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کا نام ہے۔ سیدنا عمرؓ کی مجلس میں جب یہ سوال اُٹھایا گیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں تو حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا اے امیر المومنین! اگر آپ کا گزر ایسے تنگ راستے سے ہو

مرتب: ابو ابراہیم

جہاں دائیں بائیں کانٹے دار جھاڑیاں ہوں تو آپ کیسے گزریں گے۔ فرمایا: اپنے دامن کو بچا بچا کر گزروں گا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔ سید قطب شہیدؒ نے لکھا: اس دنیا میں بڑے کانٹے ہیں۔ حرام کے کانٹے ہیں، سود، رشوت، بدنگاہی، لوگوں کا مال ہڑپ کرنے، ظلم، زیادتی، حقوق العباد میں کوتاہی، اللہ کی نافرمانی کے کانٹے ہیں۔ نمازوں کو ضائع کر دینا، زکوٰۃ میں ڈنڈی مارنا، استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا، جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، ملاوٹ کرنا، ماں باپ کا دل دکھانا اور اس طرح کی بے شمار برائیاں کانٹے ہیں۔ اِن کانٹوں سے اپنا دامن بچا کر زندگی گزارنا تقویٰ ہے۔ یہ تقویٰ موت تک جاری رہنا چاہیے۔ یہ زندگی بھر کا روزہ ہے۔ اس تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں۔ فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝١٨٣﴾ (البقرہ) ''تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔''

بدقسمتی سے ہم نے رمضان کو فیسٹیول بنا لیا، کھانے پینے کا موسم بنا لیا، افطار ڈیلز ہوتی ہیں، مڈنائٹ ڈیلز ہوتی ہیں، اب سحری ڈیلز بھی شروع ہو گئیں۔ حالانکہ رمضان کا مقصد بہت اعلیٰ ہے۔ ابوالکلام آزادؒ نے فرمایا تھا: اگر صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہی عبادت ہوتی تو فقیر سب سے بڑے عبادت گزار ہوتے۔ اس کے برعکس روزے کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے اور یہی تقویٰ پوری زندگی کے روزہ میں بھی درکار ہے۔ اپنی زندگی کے ہر گوشے سے ہم برائیوں کو نکال باہر کریں اور اللہ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ یہ کیفیت موت تک جاری رہنی چاہیے۔ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ روزانہ بچوں کے جنازے بھی اُٹھتے ہیں، بڑوں کے بھی اُٹھتے ہیں، ہمارا وقت بھی آسکتا ہے۔ کیا ہم تقویٰ کی زندگی گزار رہے ہیں؟ تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ کیا اللہ کے ساتھ ہمارے معاملات ٹھیک ہیں، اللہ کے بندوں کے ساتھ ٹھیک ہیں، پیغمبر ﷺ کے اُمتی ہونے کے ناطے ہمارے کندھوں پر جو ذمہ داریاں ہیں کیا ہم ان کو پورا کر رہے ہیں؟ اللہ ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے اور ابھی سے تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رمضان کا روزہ رکھنے کے بعد ہم مغرب کے وقت افطاری کرتے ہیں اور رمضان کے بعد عید مناتے ہیں۔ اسی طرح زندگی بھر کا روزہ رکھ کر جب ہم آخرت میں جائیں گے تو افطاری حوضِ کوثر سے کریں گے۔ ان شاء اللہ اور ہماری عید اُس وقت ہوگی جب اللہ کا دیدار ہوگا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کیا تم چاند کو دیکھتے ہو، کیا اس کے دیکھنے میں کوئی شک یا رکاوٹ ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا ۔ یارسول اللہ ﷺ! ہرگز نہیں ۔ فرمایا: اسی طرح تم آخرت میں اللہ کا دیدار بھی کرو گے ۔ مگر اس کے لیے زندگی بھر کا روزہ رکھنا ضروری ہے ۔ یہ نہیں کہ رمضان میں روزے بھی رکھ رہے ہیں، نمازیں بھی ادا کر رہے ہیں، رات کو قیام بھی کرتے ہیں ، برائیوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن عید کا چاند نظر آتے ہی سب کچھ چھوٹ جائے ۔ آج ہی اپنے دل میں عہد کر لیں کہ ہم نے پوری زندگی کا روزہ رکھنا ہے ۔ یہی رمضان کا مقصد ہے ۔ اگر یہ مقصد مدنظر ہے تو پھر ہمارے روزے بھی اللہ کے ہاں مقبول ہیں ۔ عبادت کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ بندے میں تبدیلی آئے ۔ رمضان کے روزے تب قبول ہوں گے جب ہم تمام برائیوں سے دور ہو جائیں ۔ آج کل ایک اور روزہ رکھنے کی اشد ضرورت ہے اور وہ ہے ڈیجیٹل فاسٹنگ یعنی سوشل میڈیا ، انٹرنیٹ پر موجود برائیوں سے اپنے دامن کو بچانا ۔ آج ہم سوچ لیں کہ کتنے گھنٹے موبائل کی سکرین پر گزرتے ہیں اور اللہ کی عبادت اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہم کتنا وقت دیتے ہیں؟

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ نے اپنے اس کتابچے میں لکھا کہ رمضان مہمان کی طرح آتا ہے اور چلا جاتا ہے مگر قرآن کا تحفہ ہمیں دے جاتا ہے ۔ قرآن پوری اُمت کے پاس ہے ۔ آج کل ڈیجیٹل دور ہے، ہمہ وقت قرآن تک رسائی ہر ایک کی ممکن ہے ۔ جس طرح ہم رمضان میں قرآن سنتے تھے ، اس کی تلاوت کرتے تھے ، اسی طرح رمضان کے بعد بھی قرآن کی تلاوت کرنا ، اس سے رہنمائی حاصل کرنا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنا ضروری ہے ۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر اسرار احمدؒ پر اپنی کروڑ ہا رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے ، انہوں نے رمضان میں دورہ ترجمہ کا آغاز کیا اور رمضان کے علاوہ بھی عوامی اجتماعات میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا ۔ انہوں نے انجمن خدام القرآن کی بنیاد رکھی اور آج پاکستان بھر میں سینکڑوں مقامات پر محافل قرآن سجتی ہیں، خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام بھی ہوتے ہیں ۔ ہزاروں لوگ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سنتے ہیں ، ان سے محبت کرتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ کئی لوگ ہاتھ ملانے کی خواہش کرتے ہیں، میں کہتا ہوں آؤ اللہ کے نبی ﷺ کے مشن میں میرا ساتھ دو، اس کام میں میرے ساتھ ہاتھ ملا لو، تنظیم اسلامی میں شامل ہو جاؤ ۔

بہر حال جس طرح ہم رمضان میں قرآن سنتے تھے، پڑھتے تھے اسی طرح پوری زندگی کے روزے میں بھی قرآن سے جڑے رہیں ۔ اس کے لیے باقاعدہ کوئی ترتیب بنائیں ۔ پورے پاکستان میں انجمن خدام القرآن کے تحت قرآن اکیڈمیز قائم ہیں، رجوع القرآن کے کورسز بھی ہوتے ہیں، تنظیم اسلامی کے تحت بھی ہفتہ وار دروس قرآن ہوتے ہیں ۔ اکثر کورسز رمضان کے بعد شروع ہوتے ہیں ۔ رمضان کے بعد چونکہ دل ذرا نرم ہوتے ہیں لہٰذا قرآن کی تعلیم دلوں پر زیادہ اثر کرتی ہے ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ قرآن کی ان آیت کا بڑا خوبصورت تجزیہ فرماتے تھے کہ:

﴿اَلرَّحْمٰنُ (1) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (2)﴾ (الرحمٰن) ''رحمٰن نے قرآن سکھایا۔''

اللہ کی بہت سی صفات ہیں لیکن سب سے زیادہ ہم جس صفت کے محتاج ہیں وہ اللہ کی صفتِ رحمت ہے ۔ اللہ نے ہمیں سارے علوم وفنون دیئے لیکن ان میں سب سے بڑھ کر قرآن کا علم ہے جو اللہ نے اپنی خاص رحمت سے انسان کو سکھایا ۔ آگے فرمایا:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ (3)﴾ (الرحمٰن) ''اُسی نے انسان کو بنایا۔''

ساری مخلوق اللہ کی ہے مگر اللہ کی تخلیق کا شاہکار انسان ہے ۔ ان آیات میں انسان کی تخلیق کا ذکر بعد میں آیا لیکن قرآن کا ذکر پہلے آیا ۔ اس کی وجہ ڈاکٹر صاحبؒ یہ بیان فرماتے تھے کہ انسان کی جسمانی ضروریات سے زیادہ اہم اُس کی روح کی ضرورت ہے ۔ اس میں بھی سب سے بڑھ کر ہدایت کی ضرورت ہے اور ہدایت قرآن سے ملتی ہے ۔ یہ اتنا اہم تقاضا ہے کہ اللہ نے اس کا ذکر پہلے کیا اور انسان کا بعد میں کیا ۔ آگے فرمایا:

﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (4)﴾ (الرحمٰن) ''اس کو بیان سکھایا۔''

اللہ نے ہی انسان کو دیکھنے سننے کی صلاحیتیں عطا فرمائیں مگر سب سے بڑھ کر بیان کرنے کی صلاحیت ہے ۔ ان آیات کا نچوڑ یہ ہے کہ اللہ نے اپنی رحمتِ خاص سے قرآن کا بہترین علم عطا فرمایا ، اس بہترین علم کے لیے بہترین مخلوق چاہیے اور بہترین مخلوق یعنی انسان اپنی بہترین صلاحیت کو قرآن کو سیکھنے ، سمجھنے اور بیان کرنے میں لگائے ۔ اسی لیے حدیث میں فرمایا: ((خیرکم من تعلم القران وعلمه)) ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے ۔''

یعنی انسان کا بہترین عمل قرآن کو سیکھنا ہے ۔ تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدام القرآن کی جانب سے پاکستان بھر میں قرآن اکیڈمیز قائم ہیں اور جگہ جگہ رجوع الی القرآن کورسز بھی ہوتے ہیں، دروس قرآن کے حلقے ہیں، عربی گرامر کی کلاسز ہیں، شارٹ کورسز ہیں، لانگ کورسز ہیں، ویک اینڈ کورسز ہیں ۔ ان کی تفصیل تنظیم کی ویب سائٹ پر بھی مل جائے گی ۔ ہمارا تو خطاب جمعہ بھی قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہوتا ہے ۔ بہر حال کسی بھی ذریعے سے ہمیں قرآن کو سیکھنا چاہیے اور سکھانے کی کوشش بھی کرنی چاہیے کیونکہ ہماری آخرت کی کامیابی کا انحصار قرآن کریم کے ساتھ جڑا ہوا ہے ۔ فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (13) وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (14)﴾ (الطارق) ''یہ (قرآن) قولِ فیصل ہے ۔ اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔''

یہ قرآن فیصلہ کن کلام ہے ۔ زندگی اور موت کا معاملہ ہے ۔ یہ کوئی نظر انداز کرنے والی چیز نہیں ۔ انسانوں کا، قوموں کا عروج وزوال اسی قرآن سے وابستہ ہے ۔ اُخروی نجات بھی قرآن سے وابستہ ہے ۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ: ((القران حجة لك او عليك)) ''قرآن تمہارے حق میں سفارش کرنے والا ہوگا یا تمہارے خلاف شکایت کرنے والا ہوگا۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کے وہ حقوق ادا کرنے کی توفیق دے کہ جس کے نتیجے میں یہ ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنے ۔ آمین ! بہر حال ساری زندگی کے روزے کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم قرآن سے جڑیں ۔ جو بندہ اس کو کھولنے کے لیے تیار نہ ہو، پڑھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہ ہو تو پھر اللہ کا غضب بھی اُس بندے کے لیے تیار رہتا ہے ۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (124)﴾ (طٰہٰ) ''اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو یقیناً اُس کے لیے ہوگی (دنیا کی) زندگی بہت تنگی والی اور ہم اٹھائیں گے اسے قیامت کے دن اندھا (کر کے)۔''

بندہ کہے گا:

﴿قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (125)﴾ (طٰہٰ) ''وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! تُو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے جبکہ میں (دنیا میں) تو

بینائی والا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

﴿قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾﴾ (طٰہٰ) ’’اللہ فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو تم نے انہیں نظر انداز کر دیا اور اسی طرح آج تمہیں بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔‘‘

دنیا جہاں کی کوالیفکیشن کے لیے تو نے پیسہ بھی لگایا، وقت بھی لگایا، راتیں بھی کالی کیں، میرے قرآن کے لیے تیرے پاس وقت نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمان کی مجاہدانہ تربیت، روح کی بیداری، کے لیے آتا ہے۔ رات کے قیام میں قرآن سننے سے روح بیداری ہوتی ہے، ایمان تازہ ہوتا ہے اور اس مجاہدانہ تربیت کے بعد جب مومن اللہ کی راہ میں کھڑا ہوتا ہے تو استقامت اور ہمت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بدر کا میدان رمضان میں سجا تھا، فتح مکہ کا معاملہ رمضان میں ہوا۔ اسی طرح رمضان کی اس مجاہدانہ تربیت کا تقاضا ہے کہ مسلمان اللہ کی خاطر کھڑے ہوں، باطل اور ظالم نظام کے خلاف کھڑے ہوں۔ حق کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ رمضان کا مہینہ اس قدر بڑے مقاصد کے ساتھ آتا ہے۔ ہمیں تنہائی میں بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ کیا ان مقاصد کے حصول کے لیے ہم تیار ہیں۔ اگر تیار ہیں تو رمضان کا مقصد پورا ہوا ورنہ ہم نے رمضان کا مقصد نہیں پایا۔

رمضان میں صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان کے شروع میں ہی مستحقین تک پہنچ جائے تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے صدقہ فطر کے دو حاصل بتائے۔ ایک رمضان کے روزوں میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں ان کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے، دوسرا غریب، مسکین، محتاج کو عید کی خوشی میں شامل ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ہم تو عید منائیں گے لیکن فلسطین کے محصور مسلمانوں کی حالت زار کو بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ اسرائیلی فوج پچھلے کئی سالوں سے مسجد اقصیٰ میں نمازیوں پر فائرنگ کرتی آئی تھی لیکن اس مرتبہ ان ظالموں نے مسجد اقصیٰ کو بند ہی کر دیا۔ فلسطین کے مسئلہ کو بھی ہمیں یاد رکھنا ہے۔ فلسطینیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا ہے۔ جس طرح سے بھی ہم ان کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہیے۔ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ رہنا چاہیے۔ اس کا بھی بڑا اثر ہوا ہے۔

پاک افغان کشیدگی

عید کے موقع پر پاک افغان سرحد پر سیز فائر ہوا ہے جو کہ خوش آئند ہے لیکن امن کے لیے مستقل بنیادوں پر کوشش کرنی چاہیے۔ دونوں ممالک کی قیادت مذاکرات کی راہ اپنائے۔ اسلام دشمن قوتیں ہرگز نہیں چاہتیں کہ اس خطہ میں امن اور استحکام ہو کیونکہ احادیث کی روشنی میں یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے اسلامی لشکر نکلیں گے اور حضرت مہدی کی نصرت کو جائیں گے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسی تناظر میں PIA کی تجویز پیش کرتے تھے جس کا مطلب تھا کہ پاکستان، ایران اور افغانستان مل کر اس نام سے بلاک بنائیں۔ اگر اس خطے میں امن اور استحکام ہوگا تو یہاں سے اسلامی لشکر نکل سکیں گے۔ اسی لیے اسلام دشمن قوتیں اس علاقے میں آپس کی لڑائی شروع کروانا چاہتی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ امریکہ کی غلامی کو چھوڑ کر مسلم ممالک کو آپس میں متحد ہونا چاہیے۔ امریکہ اور اسرائیل مل کر مسلم ممالک کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ایران کے بعد ان کی نگاہیں پاکستان پر ہیں۔ امریکی عہدیدار نے کہہ دیا ہے کہ چین، روس، پاکستان، شمالی کوریا کے میزائل امریکہ کے لیے خطرہ ہیں۔ وہ خود مسلم ممالک پر میزائلوں کی بارش کریں، ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرائیں تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن پاکستان اپنے دفاع کے لیے میزائل بنائے تو اس کا جرم ہو گیا۔ دراصل یہ ٹارگٹ بنانے کے لیے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔ امریکہ کی تباہی تو اللہ کرے خود ٹرمپ کے ہاتھوں ہوگی لیکن تشویش ناک بات یہ ہے کہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرب حکمرانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ انہوں نے خود امریکہ کو اڈے دیئے ہوئے ہیں اور شکوہ ایران سے کر رہے ہیں۔ اُمت مسلمہ کا تصور کہاں گیا؟ جس اُمت کو کلمے کی بنیاد پر ایک ہونا چاہیے تھا وہ معمولی مفادات کی خاطر تقسیم ہو کر اپنے دشمنوں کے مقاصد پورے کر رہی ہے۔ اُمت کے مسائل کا فوری حل یہ ہے کہ امریکہ کے کیمپ سے نکل جائیں، اگر کسی کیمپ میں شامل ہونا ضروری ہے تو وقتی طور پر چین اور روس کے کیمپ میں شامل ہو جائیں۔ لیکن اصل اور مستقل حل یہ ہے کہ مسلم ممالک خود متحد ہو جائیں۔ ہمارے حکمرانوں کو اُمت کے اتحاد کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

آخری بات یہ ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نفاذ سے ہی بچے گا ورنہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں بچا سکتی۔ محض جنگی صلاحیت و تیاری کسی کام کی نہیں اگر اللہ ہمارے ساتھ نہ ہو۔ سوویت یونین کے پاس ہم سے زیادہ صلاحیت اور ٹیکنالوجی تھی لیکن جب وہ نظریہ سے ہٹ گیا تو صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر بنا تھا اس کے نفاذ میں ہی اس کی بقا مضمر ہے۔ بدقسمتی سے ہم خود اس نظریہ کے خلاف جا رہے ہیں۔ سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ 2022ء میں آگیا تھا لیکن ابھی تک ہمارے حکمران سود کے خاتمے کے لیے سنجیدہ نہیں ہیں۔ کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رکھ کر اللہ کی نصرت ہمیں حاصل ہو سکتی ہے؟ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے ذریعے ہم جنس پرستی کا راستہ ہم نے کھول دیا۔ پھر ہماری قومی اسمبلی نے طے کر دیا کہ 14 سال سے اوپر کے بچوں کو جنسی تعلیم دی جائے گی۔ سوشل انجینئرنگ کے خوش نما مغربی نعرے ہمارے ہاں بھی لگنے لگے جس کے نتیجے میں خاندانی نظام تباہی اور بربادی کا شکار ہو رہا ہے۔ اگر ہم دھڑلے کے ساتھ طے کیے بیٹھے ہیں کہ شریعت کے خلاف قانون سازی ہوگی تو پھر اللہ کی رحمتیں کہاں سے آئیں گی؟ جب تک ہم اللہ کے دین کے ساتھ مخلص نہیں ہوں گے، ہم اُلٹے لٹک جائیں، ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ واضح فرماتا ہے:

﴿ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾﴾ (محمد) ’’اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے، قرآن کو تھامنے کی توفیق دے، دین کے ساتھ ہمیں مخلص فرما دے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت دے۔ ان کے دلوں کو ہدایت کی طرف پھیر دے۔ ان کی بھی آخرت سنور جائے گی، ملک کی بھی تقدیر بدل جائے گی اور اس عوام کا بھی بھلا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

تحریک رجوع الی القرآن: اصل ہدف اور تاریخی پس منظر

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے 2004ء میں کیے گئے ایک بیان کی تلخیص

میرے آج کے خطاب کا موضوع ’’رجوع الی القرآن‘‘ ہے، یعنی قرآن کی طرف مراجعت اور لوٹنا۔ اس حوالے سے میں آغاز اس نکتے سے کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کی طرف رجوع کا اصل ہدف کیا ہے۔ اس کی آخری منزل اور مقصود کیا ہے؟ اس کے لیے میں نے سورۃ المائدہ کی دو آیات کا انتخاب کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہم سے پہلی اُمت کو ’’اہل الکتاب‘‘ کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اہل التوراۃ و اہل الانجیل دونوں اصل میں ایک ہی اُمت ہیں اس لیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی قوم کو یہ کہہ کر گئے تھے کہ تورات کے احکام تم پر بھی نافذ رہیں گے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 68 میں آنحضور ﷺ کو حکم دیا گیا: ’’(اے نبیؐ!) کہہ دیجیے اے کتاب والو، تم کسی راہ پر نہیں جب تک تورات اور انجیل کو اور جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترا ہے (یعنی صحیفے) اس کو قائم نہ کرلو۔‘‘ اللہ تعالیٰ اپنی کتابیں اسی لیے نازل کرتا رہا ہے کہ لوگ ان سے ہدایت اخذ کریں اور ان کے احکامات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اگر اس آیت میں یٰاَھل الکتٰب کی جگہ یا اھل القرآن اور التورۃ والانجیل کی جگہ القرآن کے الفاظ رکھ دیے جائیں تو اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ پھر اس کا مفہوم یوں ہوگا کہ اے قرآن والو، تمہاری کوئی حیثیت اور مقام نہیں، چاہے تم تیس تیس لاکھ کی تعداد میں حج کرلو، ہم تم میں سے کسی کی بات نہیں سنیں گے جب تک تم قرآن مجید کو اور اس چیز کو قائم نہ کرلو جو تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ قرآن مجید کے بعد چونکہ کوئی صحیفہ نازل نہیں ہوا، لہٰذا یہاں وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ سے مراد وحی خفی لی جائے گی، جس کا مظہر سنتِ رسولؐ اور حدیث رسولؐ ہے۔ وحی جلی قرآن ہے، جس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے جبکہ وحی خفی احادیث کے اندر ہے۔ لہٰذا قرآن کو بھی نافذ کرنا ہوگا اور اللہ کے رسولؐ کی سنت کو بھی قائم کرنا ہوگا۔ اسی صورت میں ہماری دعائیں قبول ہوں گی اور جو ہم اللہ سے مانگیں گے، وہ عطا کیا جائے گا۔

آیت 66 میں اس کی معکوس صورت کا ذکر ہے کہ: ’’اور اگر وہ (اہل کتاب) تورات اور انجیل کو اور اس کو جو کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا، قائم رکھتے تو اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی کھاتے‘‘۔ یعنی اللہ کی برکات اوپر سے بھی نازل ہوتیں اور زمین سے بھی نکلتیں۔ اسی حوالے سے ایک حدیث مبارکہ کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی حدود میں سے ایک حد کا نفاذ بھی چالیس دن کی بارش سے زیادہ بابرکت ہے‘‘۔ اس کی تھوڑی سی برکات کسی وقت سعودی عرب میں نظر آتی تھیں۔ جب وہاں حدود نافذ تھیں تو وہ معاشرہ جرم سے بالکل پاک تھا۔ اسی طرح کی مثال افغان طالبان نے بھی پیش کردی تھی۔ چند حدود نافذ کرنے سے وہاں کے نوے فیصد علاقے میں امن وامان ہوگیا تھا۔

یہ ہے درحقیقت رجوع الی القرآن کا ہدف! قرآن کی خدمت تو بے شمار طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ مثلاً قرآن کی طباعت ایک خدمت ہے۔ پھر قرآن کے تراجم کو شائع کر کے انہیں وسیع پیمانے پر تقسیم کرنا بھی بہت اچھا کام ہے۔ اسی طرح ناظرہ قرآن پڑھانا بھی قرآن کی خدمت ہے۔ لیکن یہ ساری چیزیں اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں کہ قرآن کو قائم کیا جائے اور اس کی حدود نافذ کی جائیں۔ یہ کر کے اگر ہم اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے تو ہمارے ہاتھ کبھی خالی نہیں لوٹائے جائیں گے۔

اب میں آپ کے سامنے برصغیر میں رجوع الی القرآن کی تحریک کا تاریخی اعتبار سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہندوستان میں اسلام کا ابتدائی دور بہت مختصر تھا۔ محمد بن قاسمؒ کی آمد کے وقت ابھی پہلی صدی ہجری ہی چل رہی تھی۔ محمد بن قاسمؒ کو یہاں پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں میں بھی اس قدر مقبولیت حاصل ہوگئی کہ بادشاہ نے واپس بلا کر قتل کر دیا کہ کہیں یہ ہمارے لیے خطرہ نہ بن جائے۔ جنرل ضیاء الحق نے ٹی وی پر ’’الہدیٰ‘‘ کا پروگرام بھی اسی لیے بند کروا دیا تھا کہ یہ شخص بہت پاپولر ہوتا جارہا ہے، کہیں میرے لیے خطرہ نہ بن جائے! حالانکہ میں سیاسی آدمی تھا ہی نہیں۔ بہرحال اسلام کا یہ ابتدائی دور جلد ہی ختم ہوگیا، تاہم عربی تہذیب کے کچھ اثرات سندھ اور سرائیکی علاقوں میں قائم رہے۔ اس کے بعد یہاں اسلام تین سو برس بعد آیا ہے۔ محمد بن قاسمؒ 712ء میں آئے تھے جبکہ غزنوی سن ایک ہزار عیسوی اور غوری 1200ء کے آس پاس آئے ہیں۔ اس اسلام کی دو چیزیں بڑی نمایاں تھیں: کٹر حنفیت اور تصوف۔ عوام نہ تو دوسرے فقہوں کے متعلق کچھ جانتے تھے اور نہ قرآنی علوم سے واقف تھے۔ سرکاری زبان فارسی ہونے کی وجہ سے عربی سیکھنے کا رواج نہیں ہوا، نتیجتاً عام آدمی کا قرآن سے تعلق محض اتنا رہا کہ حصولِ ثواب کے لیے اسے ناظرہ پڑھ لیا جائے۔ زیادہ زور قرأت، تجوید اور حفظ پر تھا۔ قرآن کے ترجمہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ پہلا قدم 18 ویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اٹھایا اور سب سے پہلے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ دوسرا قدم ان کے تین بیٹوں کا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ نے اردو میں بامحاورہ ترجمہ کیا، شاہ رفیع الدینؒ نے لفظی ترجمہ کیا جبکہ شاہ عبدالعزیزؒ نے ترجمہ کے ساتھ ’’تفسیر عزیزی‘‘ بھی لکھی۔ اب عوامی سطح پر قرآن کا تعارف ہوا۔ شاہ ولی اللہؒ نے ’’الفوز الکبیر‘‘ کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ بھی لکھ دیا کہ عام آدمی اگر اس کو پڑھ لے تو اس کے لیے قرآن کو سمجھنے کے راستے کھل جائیں گے۔ یہاں سے ہندوستان میں رجوع الی القرآن شروع ہوا۔

اس کے بعد انیسویں صدی کا بیشتر حصہ عسکری تحریکوں کی نذر ہوگیا۔ پہلے تحریک مجاہدین چلی، پھر جنگ آزادی کا مرحلہ آیا۔ لہٰذا اس دور میں علمی کام نہیں ہو سکے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں جب سیاسی حالات معمول پر آگئے اور قلم کی حکومت شروع ہوگئی تو ایک بہت بڑا فتنہ اٹھا، جس کے برگ و بار آج تک آرہے ہیں...... یعنی اسلام کی ایسی تعبیر کرنا جو مغربی تہذیب کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ آج علامہ اقبال کا بیٹا کہہ رہا ہے کہ اسلام میں شراب حرام نہیں ہے، جبکہ انہی کے ہم نام ایک اور صاحب کے نزدیک قرآن میں پردے کے کوئی احکام نہیں ہیں۔ اس فتنے کا آغاز سرسید احمد خان سے ہوا، جو کہ ایک دہری شخصیت کے مالک تھے۔ ایک مسلم قوم پرست کی حیثیت سے ان کا مقام نہایت اہم ہے جبکہ دین کے اعتبار سے وہ بہت بڑا فتنہ گر انسان تھا۔ اس نے قرآن کی تفسیر میں جو کہ وہ پوری نہیں کرسکا، فرشتوں اور جنات کے وجود سے انکار کیا۔ کہا گیا کہ وحی کا چشمہ خود نبی کے دل

سے ابھرتا تھا۔ اسی طرح معجزات کا کوئی وجود نہیں۔ الغرض اسلام کی ہر اُس چیز کی تراش خراش کر دی گئی جو سائنس سے موافقت نہیں رکھتی تھی۔ چونکہ اس فتنے کے ابھرنے کا امکان تھا، اس لیے علماء نے اب قرآن مجید کے لیے نئی تفسیریں لکھنی شروع کیں۔ سب سے پہلے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے ایک نیا ترجمہ لکھا، لیکن یہ وضاحت کر دی کہ سو سال قبل شاہ عبدالقادرؒ نے جو ترجمہ کیا تھا اسی کو موجودہ وقت کی اردو کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تفسیر لکھی، جس سے تین تفسیریں مزید مرتب ہوئیں۔ یہ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا ادریس کاندھلویؒ کی تفاسیر تھیں۔ علماء نے یہ کام درحقیقت ایک ردّعمل کے طور پر کیا، کیونکہ سرسید کے افکار اسلام کے لیے شدید خطرے کا باعث تھے۔ قادیانیت، خاکسار تحریک اور غلام احمد پرویز نے جو فتنے شروع کیے، فکری اعتبار سے یہ سب سرسید ہی کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ بہت سی تفسیریں لکھی گئیں۔ ایک بڑے پیمانے پر یہ کام ہوا ہے۔ اس موضوع پر پوری تفصیل سے میں نے 1976ء میں مضمون لکھا تھا، جس میں یہ جائزہ لیا گیا تھا کہ انیسویں صدی کے اواخر سے لے کر بیسویں صدی کے ربع اول تک کتنی تفسیریں لکھی گئیں۔ اتنی تفاسیر دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں لکھی گئیں۔ ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' تقریباً 400 صفحات کی بڑی مفصل کتاب ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن ابتدا میں کیا تھا، پھر کیسے یہ پس منظر میں چلا گیا، اس کے بعد فقہ آ گیا اور وہ بھی حنفی۔ آج بھی رینڈ کارپوریشن نے اسلام دشمنی کے لیے جو نئی سفارشات پیش کی ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ فقہ حنفی کی حمایت کرنی چاہیے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ فقہ حنفی دراصل دورِ ملوکیت میں پروان چڑھی ہے۔ اگرچہ اس کا نام امام ابوحنیفہؒ کی نسبت سے ہے لیکن انہوں نے اُس وقت کے حکمرانوں سے کوئی تعاون نہیں کیا تھا۔ ان کے شاگرد قاضی ابو یوسف نے حکومتی عہدہ قبول کر لیا تھا اور فقہ حنفی اصل میں انہی کی مرتب کردہ ہے۔ یہ فقہ اس طرح مرتب کی گئی کہ شہنشاہیت کے ساتھ مطابقت پیدا کر سکے۔ چونکہ خلافتِ بنی عباس کا دائرہ وسیع ترین ہوا، لہٰذا فقہ حنفی کثیر ترین لوگوں کی فقہ ہے۔ پھر ترکانِ عثمانی نے بھی فقہ حنفی ہی کو اختیار کیا۔

پچھلی صدی کے آغاز میں حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی اسارت سے واپسی پر جو تقریر کی، وہ ان کی زندگی کی اہم ترین تقریر ہے۔ یہ دیوبند میں اُس وقت کے تمام کبائر علماء کی موجودگی میں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ: ''میں نے اپنی چار سالہ اسیری کے زمانے میں دو سبق سیکھے ہیں۔ مسلمانوں کی زبوں حالی اور پامالی پر جتنا غور کیا، اس کے دو سبب سامنے آئے۔ ایک ہمارا قرآن کو ترک کر دینا اور دوسرے آپس کے اختلافات۔ تو میں اب یہی فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ زندگی کے جتنے بھی دن باقی ہیں، انہیں قرآن کی تعلیم کے مکاتب قائم کرنے اور عوامی درس قرآن کے ذریعے سے لوگوں کو قرآن سے آشنا کرنے میں گزاروں گا۔'' اگرچہ اس کے بعد وہ خود تو صرف چھ ماہ ہی حیات رہے، لیکن مجددِ وقت کے دل سے نکلی ہوئی آواز دو شخصیتوں کے ذریعے سے نہایت زور و شور کے ساتھ پھیلی: ایک علامہ اقبالؒ، دوسرے ابوالکلام آزاد۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے جبکہ مولانا آزاد نے ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے صفحات میں قرآنی معنی کو جس طرح بیان کیا، اس سے تحریک رجوع الی القرآن پھر ایک خاص مرحلے میں داخل ہو گئی۔

اس سے اگلا مرحلہ آپ اسے خود ستائش پر محمول نہ کریں، اس حقیر اور گنہگار انسان کے ذریعے ہوا، جس سے یہ تحریک عوامی مرحلے میں داخل ہو گئی۔ جس خواہش کا اظہار 1920ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے کیا تھا، وہ میں نے پوری کی ہے۔ میرے دروسِ قرآن کی محفلوں میں پانچ پانچ سو، سات سات سو آدمی موجود رہے ہیں۔ یہ وہ دروسِ قرآن ہیں جن میں نہ کوئی فرقہ پرستی ہے نہ سیاست کا عمل دخل بلکہ صرف متنِ قرآن پر گفتگو ہوتی ہے۔ یہ کام اللہ نے اس بندۂ عاجز سے لیا ہے۔ 1965ء میں لاہور آنے کے بعد میں نے درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا، 2005ء میں اس کام کو چالیس برس ہو جائیں گے۔ اصل مقصد پڑھے لکھے لوگوں کو قرآن سے متعارف کرانا ہے۔ میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں قرآن کا علم علماء سے زیادہ رکھتا ہوں۔ کوئی شخص قرآن پر عبور حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کا کنارہ ہی نہیں ہے۔ جیسے اللہ کی ذات مطلق ہے اور اس کی کوئی حدود نہیں ہیں، اسی طرح اللہ کا کلام بھی مطلق ہے اور اس کی کوئی حدود نہیں۔ بہرحال اس تحریک میں ہم نے جو بھی محنت کی، اللہ نے اسے بارآور کیا۔ سات سال میں نے لاہور میں اکیلے کام کیا۔ اس دوران اپنی میڈیکل پریکٹس بھی جاری رکھی۔ دن میں پریکٹس اور ہر شام کسی نہ کسی مسجد میں درسِ قرآن۔ اتوار کو تین تین درس ہوتے تھے۔ جمعہ کا خطبہ مسجد خضریٰ میں دیا جاتا۔ یہ دونوں چیزیں اتنی مختلف تھیں کہ کچھ عرصے بعد میری صحت جواب دے گئی۔ مجھ پر ایک بڑا سخت فیصلہ کرنے کا مرحلہ آیا کہ درسِ قرآن کو بند کر دوں یا میڈیکل پریکٹس چھوڑوں۔ اپنے معاشی حالات کے حوالے سے میں نے ''حساب کم وبیش'' نامی کتابچے میں کافی تفصیل سے حالات درج کیے ہیں۔ اس تحریر کے مطالعے سے آپ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔

الغرض 1971ء میں میڈیکل پریکٹس چھوڑنے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد میں نے جب ہمہ تن اپنے آپ کو دین کی راہ میں لگایا تو اگلے ہی سال 1972ء میں ''انجمن خدام القرآن'' قائم ہو گئی۔ پھر ہر مہینے کراچی جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مختلف شہروں میں قرآنی تربیت گاہیں منعقد کیں، جن کا دورانیہ کہیں ایک ماہ اور کہیں چالیس دن ہوتا۔ یہ سارے کام اللہ کے فضل و کرم سے ہوئے۔ پھر قرآن اکیڈمی وجود میں آئی۔ اس کے بعد قرآن کالج بنا۔ میں کسی فخر سے نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ یہ کام اللہ نے اس بندہ حقیر و پُرتقصیر سے لیا کہ ایک عوامی تحریک کے ذریعے قرآن مجید کے مفاہیم اور اس کی حکمت کو واضح کیا گیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ تراویح میں آدھی آدھی رات جاگنے کا اہتمام کیا گیا۔ پھر ہم نے کورسز شروع کیے اور ان میں شریک ہونے والوں کو وظائف بھی دیے۔ میرے پاس کچھ نہیں تھا، لیکن میرے ساتھیوں نے اس کام کی اہمیت سمجھی اور تعاون کیا۔ آج انجمن خدام القرآن کے اثاثے کروڑوں تک پہنچ گئے ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی حکومت سے ایک پیسہ تک نہیں لیا۔ بہرحال میرے اس کام سے جس کو دلچسپی ہے اور وہ استطاعت بھی رکھتا ہو، اسے میری کتاب ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' لفظ بہ لفظ ضرور پڑھنی چاہیے۔

میں نے آج کے خطاب کا موضوع ''رجوع الی القرآن'' اس لیے منتخب کیا ہے کہ ہماری اس عوامی تحریک کا ایک اہم شعبہ ''رجوع الی القرآن کورس'' ہے۔ پہلے یہ دو سالہ تھا، لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے لیے دو سال نکالنے مشکل ہیں۔ پھر اس کا دورانیہ ایک سال کیا گیا۔ اس میں شریک ہونے کے لیے امریکہ اور یورپ سے بھی نوجوان آئے۔ ان کے لیے یہاں کی گرمی ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ جون، جولائی، اگست کے مہینوں کو نکال دیا گیا۔ اس وقت یہ کورس 9 مہینے کا ہے۔ یہ درحقیقت ''پڑھے لکھے اَن پڑھوں'' کے لیے ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں

جنھوں نے ایم بی بی ایس کیا ہے، انجینئر نگ مکمل کر لی ہے، ایم ایس سی کیا ہے، ایم بی اے کی ڈگری لے لی ہے، کمپیوٹر سائنس پر عبور حاصل کرلیا ہے، پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ چکے ہیں لیکن ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھ سکتے، اس کے مفاہیم کو سمجھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ چنانچہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کا احساس دلانے کے لیے یہ کورس ترتیب دیا گیا ہے۔ اگر دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے لیے پندرہ بیس سال لگا دیئے جاتے ہیں تو اللہ کی کتاب کو سمجھنے کے لیے بھی کچھ وقت نکالنا چاہیے۔ اتنی عربی ضرور سیکھنی چاہیے کہ قرآن مجید کو خود سمجھ کر پڑھا جا سکے۔ سات سمندر پار سے آئی زبان تو ہم سیکھ لیتے ہیں جبکہ عربی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے جو ہم سے اس قدر قریب ہے کہ اردو کا کوئی جملہ عربی کے کسی لفظ سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ: اپنا محاسبہ خود کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ تصور کیجئے کہ آپ اس وقت محشر میں اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ قرآن پر تمہارا ایمان تھا لیکن تم نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو آپ کیا جواب دیں گے! میں تو شامِ زندگی گزار کر اب شبِ زندگی میں داخل ہو چکا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے کچھ نہ کچھ کام کیا۔ آج آپ سے یہ ساری باتیں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اول تو جس کو مجھ سے کچھ بھی دلچسپی ہے وہ میری کتاب ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' ضرور پڑھے۔ دوسرے یہ جو نو ماہ کا کورس ہے، اس کے لیے ہمت کریں۔ اس کے لیے ایک عزم مصمم چاہیے۔ اگر آپ کی عمر چالیس، پینتالیس برس ہوگئی ہے تو اس سے مت گھبرائیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچاس برس کا آدمی بھی پڑھ اور سیکھ سکتا ہے، البتہ اس سے اوپر کا معاملہ ذرا مشکل ہے۔ تاہم ہمارے ہاں ریٹائرڈ لوگ بھی آئے ہیں۔ نوجوان تو اسے فرض سمجھیں، اپنا دنیاوی کیریئر اگر ایک سال کے لیے آگے چلا جائے تو کچھ نہیں ہوتا۔ اگر خدانخواستہ آپ کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور آپ کے ہاتھ پاؤں کام نہ کر سکیں تو آخر چھ ماہ دنیا سے کٹ کر آپ بستر کے اوپر پڑے رہیں گے یا نہیں! آپ سمجھئے کہ میں نے اپنی مرضی سے اللہ کے لیے نو مہینے نکالے ہیں۔ اس کے لیے یہ آخری کال ہے جس کو دینے کے لیے میں نے آج یہ عنوان تجویز کیا تھا۔

❀❀❀

پریس ریلیز 27 مارچ 2026ء

امتِ مسلمہ کا آپس میں انتشار جبکہ طاغوتی قوتوں کا متحد ہونا شرم ناک ہے۔ اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ سے بے وفائی کے باعث تباہی و بربادی کا شکار ہیں

شجاع الدین شیخ

امتِ مسلمہ کا آپس میں انتشار جبکہ طاغوتی قوتوں کا متحد ہونا شرم ناک ہے۔ اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ سے بے وفائی کے باعث تباہی و بربادی کا شکار ہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نہ مسلم ممالک کے پاس افرادی قوت کی کمی ہے اور نہ ہی اسلحہ و ٹیکنالوجی کی لیکن اس کے باوجود وہ آپس کی ناچاکی کا شکار ہیں جبکہ دشمن متحد ہے۔ پھر یہ کہ مسلم ممالک میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے خام تیل و زرعی پیداوار سمیت بے تحاشا قدرتی وسائل سے نوازا ہے تو کسی کو بہترین فوج، ایٹمی صلاحیت اور میزائل ٹیکنالوجی عطا کی ہے۔ عسکری صلاحیت کے جدید ترین ہتھیار مثلاً ڈرون، جامرز، دفاعی شیلڈز، سیٹلائیٹ ٹارگٹنگ کے نظام اور سائبر جنگ کے وسائل بھی اللہ تعالیٰ نے مسلم ممالک کو چھپر پھاڑ کر دیئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان انتہائی پستی کے عالم میں ہیں اور تتر بتر دکھائی دیتے ہیں جبکہ طاغوتی قوتیں ایک ایک کر کے سب کو شکار کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کے ازلی دشمنوں یعنی اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ جب کسی ایک مسلم ملک پر حملہ کرتا ہے تو کئی مسلم ممالک مظلوم کی مدد کرنے کی بجائے حملہ آوروں کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں، جس کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ طاغوتی قوتوں کے فوجی اڈے اُن مسلم ممالک کی سرزمین پر موجود ہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ درحقیقت اس وقت مسلم ممالک 'وہن' کی اُس بیماری کا شکار دکھائی دیتے ہیں، جس کی تشخیص کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے چودہ سو سال قبل فرما دیا تھا کہ یہ ذلت و رسوائی دنیا کی محبت اور موت سے خوف کے باعث ہوگی۔ مسلم ممالک کے چھوٹے چھوٹے مادی مفادات کے حصول کی تگ و دو کا دشمن فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر آج بھی مسلم ممالک قرآن و سنت کی طرف لوٹ آئیں، اپنے اصل دشمنوں کو پہچان کر آپس کی لڑائیاں ختم کریں اور متحد ہو کر اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کو للکاریں تو اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے شاملِ حال ہوگی۔ اسی صورت میں باطل قوتوں کے مذموم مقاصد کو بھی ناکام بنایا جا سکے گا اور ایک بڑے مقصد کے حصول کی خاطر علاقائی و مسلکی انتشار بھی پسِ پشت چلا جائے گا، جس سے اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلم ممالک کے حکمرانوں، ریاستی اداروں اور عوام کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مسجد بنت کعبہ N-866 سمن آباد پونچھ روڈ، حلقہ لاہور غربی'' میں

03 تا 05 اپریل 2026ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-8435160/042-37520902

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

کچھ لوگ ابھی کھڑے ہیں، خیر کو شکست نہیں ہوئی!

ابو موسیٰ

امریکہ اور اسرائیل نے ایران پر حملہ کر کے جو گھناؤنا جرم کیا ہے وہ قابلِ مذمت بھی ہے اور قابلِ نفرت بھی، اگرچہ جارحیت ہر انداز میں قابلِ مذمت ہوتی ہے لیکن یہ تو شرمناک بھی ہے اور اخلاقیات کے منہ پر تماچا ہے اس لیے کے امریکہ نے پہلے مذاکرات کا ڈھونگ رچایا اور پھر دوران مذاکرات یہ دونوں ملک مل کر ایران پر حملہ آور ہو گئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ آغاز سے ہی نیت میں فتور تھا۔ مذاکرات وقت گزاری یعنی time buy کرنے کا ایک حربہ تھا۔ عمان جو مذاکرات کا میزبان تھا اُس نے برملا گواہی دی ہے کہ مذاکرات میں پیش رفت ہو رہی تھی ایران کا رویہ بڑا مثبت تھا وہ بہت سے مطالبات اور اعتراضات کے حوالے سے تعاون کا انداز اپنا رہا ہے لیکن اچانک امریکہ اور اسرائیل نے مل کر ایران پر حملہ کر دیا اور اب امریکہ جنگ کے حوالے سے کانوں پر ہاتھ لگا رہا ہے اور دہائیاں دے رہا ہے کہ کوئی اُس کو جنگ سے نکال لے لیکن اسرائیل کا رویہ بالکل مختلف ہے اُس نے کئی اقدام کر کے بڑی عیاری سے امریکہ کو جنگ میں پھنسایا ہے وہ اتنی آسانی سے اپنے شکار کو جال سے بچ کر نکلنے کیوں دے گا۔ اسرائیل نے ایسی صورتِ حال پیدا کر دی ہے کہ اُس کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے۔ وہ یوں کہ ایک طرف وہ امریکہ جو شاید دنیا کی سب سے بڑی اور خوف ناک جنگی قوت ہے اُس کی قوت کو اپنے دشمن ایران کے خلاف استعمال کر رہا ہے اور دوسری طرف امریکہ کو بھی معاشی اور عسکری لحاظ سے کمزور کرنا چاہتا ہے تا کہ آنے والے وقت میں اپنے اس ہدف کو حاصل کر سکے کہ عالمی پاور سنٹر کو واشنگٹن سے یروشلم منتقل کرنا ہے۔ اور اسرائیل کو ایک عالمی قوت بنانا ہے یہ صہیونیوں کا باقاعدہ منصوبہ دکھائی دیتا ہے۔ گویا عیار اور بدقماش اسرائیل جس تھالی میں کھا رہا ہے اُسی میں چھید بھی کر رہا ہے۔ وہ اس امریکہ کا بھی ہرگز ہرگز سجن نہیں جس نے اسرائیل کی سیکورٹی کو اپنے لیے زندگی موت کا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ درحقیقت 1948ء میں جب سے اسرائیل وجود میں آیا ہے تب سے لے کر آج تک امریکہ اسرائیل کو پال پوس رہا ہے اُس کے تحفظ کے لیے عالمی قوت کی حیثیت سے اپنا امیج تباہ و برباد کر لیا عوام کی ٹیکسوں سے جمع شدہ رقم کا ایک کثیر حصہ اسرائیل پر نچھاور کر دیا ایک بے جواز جنگ میں کود کر اپنی قانونی ہی نہیں اخلاقی حیثیت کو بھی نذرِ آتش کر دیا۔ گویا امریکہ کا اسرائیل کی ترغیب پر جنگ میں کودنے سے اُس کی عزت، اخلاقیات جمہوریت پسندی سب کچھ شعلوں کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ امریکہ بُری طرح جھلس رہا ہے اور زبانی طور پر نہ سہی عملی طور پر بچاؤ بچاؤ کی دہائی دے رہا ہے اور اسرائیل تماشا دیکھ رہا ہے اور قہقہے لگا رہا ہے۔ قصۂ کوتاہ راقم نے اکیاسی سال میں امریکہ کو یوں بے بس، یوں بیچارگی کی حالت میں نہیں دیکھا۔ ذلت و رسوائی، پسپائی، درماندگی، کمزوری، لاچاری اور بے چارگی اس سپریم پاور پر چسپاں ہو چکی ہے۔ بڑے متکبرانہ انداز سے ایران کو ایک ڈیڈ لائن دیتا ہے ایران اُس کو نظر انداز کر دیتا ہے پھر خود ہی شرمسا ہو کر ڈیڈ لائن میں توسیع کر دیتا ہے۔ صدر ٹرمپ جنہیں یہ یاد نہیں ہوتا کہ اُنہوں نے گزشتہ روز کیا کہا تھا نئے نئے بیانیے گھمار رہے ہوتے ہیں کبھی ایران کو اڑتالیس گھنٹے کا الٹی میٹم دیتے ہیں کہ آبنائے ہرمز کھول دو ایران ایک کان سے سنتا ہے دوسرے سے نکال دیتا ہے تب خود ہی یہ کہہ کر ڈیڈ لائن میں پانچ روز کا اضافہ کر دیتا ہے کہ ہمارے ایران سے مذاکرات چل رہے ہیں جلد ہی اچھا نتیجہ سامنے آئے گا اور ایران سرے سے ہی کسی قسم کے مذاکرات کے انعقاد کا انکاری ہوتا ہے۔ دوسری طرف اگرچہ امریکہ اور اسرائیل کی بمباری سے ایران میں عمارات کو شدید نقصان پہنچا ہے اور وسیع پیمانے پر مالی اور جانی نقصان ہوا ہے لیکن ایرانیوں کی دلیری اور ہمت کا یہ عالم ہے کہ وہ بموں اور میزائلوں کی بارش میں القدس ریلی نکال رہے ہیں جس میں لاکھوں ایرانی حصہ لیتے ہیں اور اہم ترین بات یہ ہے کہ ایرانی قیادت جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریلی کو خود لیڈ کرتی ہے۔ راقم کی رائے میں یہ ہے وہ جذبہ جو میدانِ جنگ میں حریفوں کو پسپا کرنے کا اصل سبب ہے۔ وگرنہ اسلحی اور افرادی قوت میں امریکہ اور اسرائیل کو ایران پر واضح برتری حاصل ہے۔ امریکہ جب عرب ممالک میں قائم اپنے فوجی بیسز سے ایران پر حملہ کرتا ہے تو ایران جوابی کارروائی میں ان ہی بیسز پر میزائل مارتا ہے۔ امریکہ اور صہیونی ریاست اسرائیل کا پلان یہ تھا کہ جب ایران خلیجی ریاست میں موجود امریکی اڈوں پر حملہ آور ہو گا تو یہ خلیجی ریاستیں خاص طور پر سعودی عرب جس کے پاس ارب ہا ارب ڈالر کا امریکی اسلحہ موجود ہے وہ ایران کو جواب دیں گی اس طرح اُن کے دونوں دشمن یعنی عرب اور ایران آپس میں خونریز جنگ میں ملوث ہو جائیں گے۔ لیکن سعودی عرب نے ہوش مندی کا مظاہرہ کیا اور ایران کے ان حملوں کی صرف زبان سے مذمت کی ویسے بھی جنگ کرنا نہ سعودیوں کا مزاج ہے نہ تجربہ ہے اور نہ ہی وہ اپنی جان کو کسی قسم کی تنگی دینے کے وہ قائل ہیں آرام دہ زندگی اور سہولیات کو وہ اللہ کی نعمت سمجھتے ہیں پھر اسرائیلیوں نے مختلف خلیجی ریاستوں میں فالس فلیگ کیے اور اُس کا ملبہ ایران پر ڈالنے کی کوشش کی لیکن اب تک کی صورتِ حال یہ ہے کہ وہ اس میں ناکام رہے اور بات کھل گئی کہ خلیجی ریاستوں میں صہیونی یہ جعلسازی کر رہے ہیں ایک امریکی یہودی سیز گراہم لنڈ نے تو میڈیا پر سعودی عرب کو خوب بُرا بھلا کیا کہ وہ ایران کو حملوں کا جواب کیوں نہیں دے رہا۔ البتہ خلیجی ریاستوں نے 12 مسلم ممالک کے وزرا خارجہ کے اجلاس کا انعقاد کیا تھا جس میں ایران کے حملوں کی مذمت کی گئی۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس اجلاس نے امریکہ اور اسرائیل کی ایران پر حملہ کرنے کی کسی قسم کی مذمت نہیں کی گئی۔ ایران اکیلا امریکہ کو لڑا رہا ہے لیکن باقی ستاون کے قریب اسلامی ممالک اب بھی امریکہ کے خوف سے زبان نہیں کھولتے اور امریکہ کی ناراضگی مول لینے کو ہرگز تیار نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پاکستان سمیت مسلمان ممالک کے اس اجلاس میں ننگی جارحیت کی زد میں آنے والے ایران کی مذمت تو کی ہے لیکن جارح

امریکہ اور اسرائیل کی مذمت میں اس کانفرنس کے اختتام پر ایک لفظ نہیں کہا گیا۔ تُف ہے اس بزدلی پر حالانکہ ایران نے اس جنگ میں جو امریکہ کی درگت بنائی ہے اس سے باقی مسلمان ممالک کچھ تو حوصلہ پاتے اس ذلت آمیز رویے کی اصل وجہ یہ ہے کہ شاید ہی کوئی مسلم ملک ہو جہاں عوام کی حقیقی نمائندہ حکومت ہو، یا طاقت کی بنا پر ہی حکومتیں نظر آتی ہیں یا جعلسازی سے لہٰذا جب عوامی حمایت حاصل نہیں اور اکثر مسلم حکومتیں امریکی بیساکھیوں پر قائم ہیں لہٰذا عوامی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے ایران کا ساتھ کیسے دیں۔ امریکہ جسے یورپ اور نیٹو کی حمایت حاصل نہیں پھر بھی اُس کے سامنے یہ مسلم ممالک خاموش ہیں۔

ایران نے جنگ بندی کے لیے جو شرائط رکھی ہیں وہ ایک فاتح کی شرائط دکھائی دیتی ہیں۔ (1) آئندہ کبھی اُس پر جنگ مسلط نہیں کی جائے گی۔ (2) خطے میں امریکی اڈے ختم کیے جائیں۔ (3) علاقائی فرنٹ میں جنگ ختم کی جائے (یعنی وغیرہ وغیرہ میں)۔ (4) جنگ میں ہونے ایران کے اخراجات کو بطور ہرجانہ ادا کیا جائے۔ (5) آبنائے ہرمز کے لیے نئے قوانین ایران آمدورفت پر ٹیکس لگا سکے۔ (6) ایران مخالف میڈیا پروپیگنڈا کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ جنگ کی موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ امریکہ کے تینوں جنگی بحری بیڑے جن کی وجہ سے امریکہ سمندر میں اپنی زبردست قوت کا اظہار کرتا تھا اُن میں سے جیرالڈ فورڈ اور ابراہام لنکن کے نام سے موسوم بحری بیڑے زخمی ہو کہ میدان جنگ سے پیچھے ہٹ چکے ہیں۔ ایران نے آبنائے ہرمز غیر مشروط طور پر کھلنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ امریکہ نے ایران کو دھمکی لگائی تھی کہ وہ 48 گھنٹوں میں آبنائے ہرمز کھول دے وگرنہ امریکہ اس کی بجلی کی تنصیبات پر حملہ کر کے ایران کو تاریکی میں دھکیل دے گا جس کے جواب میں ایران نے کہا ہے کہ اگر اُس کی بجلی کی تنصیبات پر حملہ ہوا تو وہ خلیجی ممالک کے آبی نظام پر حملہ کر کے یہ نظام مکمل طور پر درہم برہم کر دے گا۔ اس پر امریکہ نے یہ کہہ کر اپنا 48 گھنٹوں والا الٹی میٹم واپس لے لیا کہ ہمارے ایران سے مذاکرات ہو رہے ہیں لہٰذا ڈیڈ لائن میں پانچ دن کا اضافہ کر دیا کہ ایران کے ساتھ مذاکرات ہو رہے ہیں جو مثبت انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں لیکن ایران نے امریکہ سے سرے سے ہی کسی قسم کے مذاکرات کی تردید کر دی۔

صدر ٹرمپ کی قلابازیاں کے حوالے سے یا تو امریکی سینیٹر کرس وین کی لائیو ٹی وی شو میں کہی جانے والی یہ بات درست ہے کہ اسرائیل نے ایران پر جنگ مسلط کرنے کے لیے چالیس (40) سال انتظار کیا کہ ٹرمپ جیسا بیوقوف اور جھوٹا شخص امریکہ کا صدر بنے تو ہم ایران پر جنگ مسلط کریں اور یا یہ کہ امریکہ اور اسرائیل ایران کے خلاف کوئی بڑی جنگی کارروائی کے لیے time buy کر رہے ہیں۔ راقم کی رائے میں امریکی سینیٹر کی بات درست نہیں کہ یہ سب کچھ بیوقوف صدر ٹرمپ کر رہا ہے اس لیے کہ یہ صدر ٹرمپ اور اُس کے حواری اپنے طور پر نہیں کر رہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ صہیونی قوتیں جو ہر صورت میں گریٹر اسرائیل کا قیام چاہتی ہیں اور اس ہدف کے حصول کے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو جنگ وجدل اور ظلم وستم سے ختم کرنا چاہتی ہیں حالات اور واقعات سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ گریٹر اسرائیل اور صہیونیوں کے تمام دوسرے مذموم منصوبوں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ایران ہے یہ سب کچھ اُن نادیدہ قوتوں کی منشا بلکہ حکم سے ہو رہا ہے اب ٹرمپ کچھ مسلمان ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے اُن سے درخواست کر رہا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ثالثی کر کے جنگ بندی کروا دیں راقم کی رائے میں امریکہ اور اسلام دشمن قوتوں کو ایران کے خلاف کوئی بڑا اور فیصلہ کن اقدام کے لیے وقت درکار ہے لہٰذا چالبازی سے کام لے کر کچھ عرصہ کے لیے جنگ بندی اور قیام امن کا جھانسہ دیا جا رہا ہے۔ خاص طور پر پاکستان کو اس حوالے سے آگے کیا جا رہا ہے اگرچہ کچھ حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا لیکن امریکہ کا ماضی اور خاص طور پر صدر ٹرمپ کی غیر سنجیدہ اور ناپختہ شخصیت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ مناسب وقت کے لیے جعلسازی سے کام لے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پاکستان کو استعمال کرے یعنی پاکستان کے ذریعے مطلوبہ وقت حاصل کرے اور پھر ایران کے خلاف کوئی بڑا اقدام اٹھائے۔ اس لیے کہ اگر امریکہ اس وقت جنگ روک دیتا ہے جبکہ اب تک نہ صرف وہ اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکا بلکہ اُس کے لیے صورتِ حال 28 فروری کو جب امریکہ اسرائیل نے مشترکہ طور پر ایران پر حملہ کیا تھا اُس سے کہیں زیادہ اب سنگین ہو چکی ہے۔

امریکہ نے پاکستان کے ذریعے ایران کو جو جنگ بندی کے حوالے سے 15 نکات بھجوائے ہیں ایران اُن میں سے اکثر کو رد کر دے گا۔ ایٹم بم کی طرف بڑھنا اور یورینیم کی enrich کرنے کے حوالے سے تو ایران جنگ سے پہلے بھی انکاری نہیں تھا۔ لیکن بعض دوسرے نکات بیلسٹک میزائل کی رینج کم کرنا اور آبنائے ہرمز کو سب کی کامن پراپرٹی قرار دینا وغیرہ تو ایران کسی صورت تسلیم نہیں کرے گا۔ پھر یہ کہ وہ اسرائیل جس کا مفاد جنگ کے پھیلنے سے ہے وہ کسی طرح بھی نہیں رکے گا گویا موجودہ صورتِ حال میں جنگ بندی کی قطعی کوئی امید نہیں۔

اگرچہ اس وقت کوئی حتمی بات نہیں کی جا سکتی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ امریکہ، مصر، ترکی اور پاکستان کے ذریعے جو جنگ بندی کے پیغامات بھیج رہا ہے وہ محض وقت حاصل کرنے کا حربہ ہے ثالثی کی باتیں بھی محض وقت گزاری ہے۔ اسرائیل اور ایران جو میدان کے اصل کھلاڑی ہیں اُنہوں نے نہ اب تک جنگ بندی کی ہے اور نہ ہی کسی طرح کی ثالثی کا ذکر کیا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق امریکہ نے خود ہی ڈیڈ لائن میں 10 روزہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اُسے ایران پر کسی بڑے حملے کے لیے مزید وقت درکار ہے جو وہ مسلمان ممالک کا کندھا استعمال کر کے لینا چاہتا ہے۔ ایک اخباری کالم میں دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلے میں ایران کی جرأت اور بہادری اور حیثیت کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔ ''ایران اب ایک ملک نہیں رہا یہ ایک آئینہ ہے جس میں ہر وہ شخص دیکھتا ہے جو جھکنا نہیں چاہتا، یہ ایک سوال ہے جو ہر اُس دل میں اُٹھتا ہے جو انصاف کی تلاش میں ہے۔ یہ ایک خواب ہے جو اُن آنکھوں میں پلتا ہے جو ابھی بند نہیں ہوئیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس شور، اس دھوئیں، اس بے چینی کے دوران بھی ایک امید زندہ ہے ایک ایسی امید جو چیخ کر نہیں خاموشی سے کہتی ہے کچھ لوگ ابھی کھڑے ہیں خیر کو شکست نہیں ہوئی۔'' یہ قول اُمتِ مسلمہ خاص طور پر پاکستان کے حوالے سے بالکل درست ہے۔

راقم دعا گو ہے کہ یہ جنگ امتِ مسلمہ کے لیے خیر برآمد کرے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

آخر اس درد کی دوا کیا ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں نزولِ جبرائیل امین، کعبہ کے گرد طواف/ نماز کے دائروں، صفوں سے شروع ہو کر پورے گلوب پر محیط 2 ارب میں سے لاکھوں مسلمان، ایک عظیم منظر کعبہ کی مرکزیت کا پیش کرتا ہے۔ اسے تکمیل پانا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر، جب روئے زمین کی پوری آبادی پاکیزگی، (عقیدہ، ایمانی، روحانی، جسمانی) کا ایسا ہی ناقابلِ یقین منظر بنائے گی جس کا وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے۔ وعدک الحق! آج تاریکی کتنی ہی گھٹا ٹوپ کیوں نہ ہو! مناظر کتنے ہی عجیب و غریب مضحکہ خیز حد تک کربناک، المناک کیوں نہ ہوں۔ یہ منظر سب بدلیں گے۔ ایک دن آئے گا جب کعبہ کے گرد دائرہ در دائرہ حالتِ قیام میں کھڑی روئے زمین بھر پر اُمت، یعنی مکمل انسانی آبادی ہوگی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امامت کروا رہے ہوں گے۔ شکرانے کے آنسوؤں سے پوری زمین تر ہو جائے گی! ہچکیوں، سسکیوں میں حضرت یاسر و سمیہ رضوان اللہ علیہما کے مظلوم شہید جوڑے سے لے کر غزہ کے خاندانوں تک اور نجانے مزید کتنے لاشعور کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پائیں گے۔ یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے! باذن اللہ......

آج دنیا کی مضحکہ خیز کربنا کی ملاحظہ ہو! امریکہ اور اسرائیل کی مشترکہ جنگ میں فریقین؟ یوم قدس منانے والا ایران، اور امریکہ کے اڈوں کے 27 مقامات (جو سب 5 وقت تکبیریں بلند کر کے سجدہ ریز ہونے والے رمضانی مسلمان ممالک ہیں!) پر امریکہ دوستی، اتحادی ہونے کے جرم پر برستے ایرانی میزائل۔ یہی میزائل اسرائیل پر بھی برس رہے ہیں۔ عقلیں چکرائی پڑی ہیں کہ امریکہ نے جنگ تو اسرائیل کی محبتِ عظمیٰ میں ایران سے چھیڑی تھی۔ مگر مشرقِ وسطیٰ سے آگ اور دھوئیں کے سیاہ بادل اُمتِ مسلمہ کو روسیاہ کیوں کر رہے ہیں؟ اُمت کی ساری دولت، تیل کے ذخائر، سیاحت کی دمکتی معیشت اربوں ڈالر روزانہ اس جنگ میں کیوں جھونکی جا رہی ہے؟ جسے روکنے کی حقیقی ضرورت نہ امریکہ محسوس کر رہا ہے، نہ ایران اس موڈ میں ہے۔ اس جنگ کا ماحصل کیا ہے؟ اسے سمجھنے کو عقلِ سلیم، قلبِ سلیم اور اوّاہ منیب ہونا کافی ہے۔ کیونکہ وجہ سمجھ آئے گی رجوع الی اللہ، الی القران سے تو بس آہ، آہ پکار اٹھیں گے!

دوسرا مضحکہ خیز منظر؟ مشرقِ وسطیٰ ہو یا جنوبی ایشیا، ہر منظر کا پس منظر وائٹ ہاؤس کی میٹنگوں، لنچ، ڈنر، کانفرنسوں میں ہوتا ہے، یہ انوکھا منظر ہے کہ ملا عمر، طالبان کی جان کا دشمن بی جے پی، ہندوتوا برانڈ بھارت۔ پچھلے دورِ حکومت میں ملا عمر کی بت شکنی اور یاد کیجیے پاکستان سے محبت بھرا یہ اعلان کہ 'پاکستان پر حملہ افغانستان پر حملہ سمجھا جائے گا......' یہ تیسری دہائی تک پہنچتے یکسر کیسے بدل گیا؟ دنیا بھر کی فوجوں کے افغانستان پر حملے کو افغانوں نے یکہ و تنہا اپنے نہتے ترین حالات میں اپنی جانوں پر سہا۔ پاکستان خود امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی تھا۔ پاکستان کے ہوائی اڈوں سے 70 ہزار امریکی نیٹو پروازوں نے افغانستان بھر پر بمباریاں کیں۔ افغان قیادت کے کئی اہم رہنما ہماری جیلوں میں تھے۔ امریکہ حسبِ روایت جب شکست کھا کر بھاگا تو ہمیں اپنی شکست کا ذمہ دار ٹھہرا کر تکبیر سے پھنکاریں مارتا تحقیر کرتا یہاں سے نکلا۔ پاکستانی عوام بہر طور افغانستان میں کلمے سے سجا سفید جھنڈا دیکھ کر شاد ہوئے۔ چار سال افغانستان، پاکستان سے بہترین برادرانہ تعلقات، تسلیم کیے جانے، تجارتی روابط کی مضبوطی گزشتہ دور کے تسلسل (جو جنرل ضیاء الحق کی افغان دوستی پالیسی کی بنا پر تھی)، کے منتظر رہے۔ مغربی سرحد پر جو کشمکش امریکی جنگ کی بنا پر قبائلی آبادی کے ساتھ مشرف کی پالیسی کی دین تھی شدت اختیار کرتی گئی۔ پے در پے آپریشنوں سے لاکھوں قبائلی خاندان بے در بے گھر، اندرونِ ملک مہاجر ہوئے۔ بقول بانی پاکستان محمد علی جناح، بازوئے شمشیر زن علاقے جہاں ہمیں پاکستان کی حفاظت کے لیے فوج رکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

اب ترجیحِ اول کے طور پر اپنے شہریوں سے معاملات نبھانے، دوبارہ انہیں آباد کرنے کا وقت تھا۔ ان کے گھر بار، کاروبار جو جنگ میں تباہ ہوئے پورے انصاف سے لوٹانے کا وقت تھا جو 'بوجوہ' ہم نہ کر سکے۔ بروقت نہ بھرے جانے والا ایک ٹانکا، (بعد از خرابیٔ بسیار) لامنتہا ٹانکے بھرنے سے بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ سو یہی ہوا۔ اس سے ٹرمپ نے بھرپور فائدہ اٹھا کر ہمیں تھپکی دی، تعریفوں کے پل باندھے اور اس راہ پر ڈال دیا جو آج کا لطیفہ، عجوبہ ہے۔ اور وہ یہ کہ خون سے بڑھ کر قیمتی، دین کے رشتے میں بندھے دو برادر پڑوسی جانی جگری ممالک کے درمیان، پاکستان اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا بھارت (مقبوضہ کشمیر کا مجرم) افغانستان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر اس کا سگا بن بیٹھا ہے۔ یو این میں کیا تماشا ہے کہ وہ چیختا چلاتا افغانستان پر پاکستان کی طرف سے بمباریوں اور رمضان المبارک میں عورتوں بچوں کے جانی نقصان پر بلبلا رہا ہے؟ پہلے کشمیر کا حساب تو تم چکا دو پھر ہمارے منہ آنا۔ مگر گنگ تو ہم یوں ہو جاتے ہیں کہ: بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی! پنبہ کجا کجا نہم!

ایسے میں تل ابیب کی تباہی، نیتن یاہو کی (غیر مصدقہ) ہلاکت کی خبر بڑے زور و شور سے اٹھی تو کیفیت دل کی عجب تھی! دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے! آخر اس درد کی دوا کیا ہے! حالانکہ کون نہیں جانتا۔ علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی! قرآن کے مہینے سے پوچھوں کہ دوا کیا ہے؟ جو سامنے دھرا ہے! (اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر!) پوسٹ تو یہ کہہ رہی تھی کہ 'مسلمانوں کو قبل از وقت عید مبارک! خوشیاں مناؤ کہ یاہو مر گیا!' اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا۔ غزہ کے ڈھائی سال اپنے بھائیوں بہنوں ننھے بھانجوں، بھتیجوں کے قتلِ عام پر تو تم دیوانے ہو کر نہ اُٹھے۔ اب مٹھائی کھانے کے بہانے تلاش کرتے ہو؟ کاش یہ میزائل...... ہمارے شیروں نے برسائے

ہوتے! یہ سیاہ دھواں، یہ ریت کی آندھیاں جو اسرائیل شعلہ بداماں سے اُٹھ رہی ہیں، ہم درست لشکروں میں ہوتے ہمارے تیروں کے رخ درست ہوتے۔

امریکہ نے انقلابِ ایران کے وقت منجمد کردہ ڈالروں کا خزانہ مع سود ایران کو طویل عرصے بعد واپس کر دیا۔ اسی دوران عراق میں امریکی خلیجی جنگ، صدام حسین کا خاتمہ اور شام میں بشار الاسد آمریت کے خلاف مزاحمت نے ایران کو لبنان تا عراق اپنا اثر ورسوخ پھیلانے کا موقع مل گیا۔ 2011ء تا 2024ء شام میں کیا ہوا؟ پڑھ لیجیے۔ اعداد وشمار، شامی مسلم مہاجرت، غزہ جیسی تباہی۔ احادیث میں مذکور شام کی اہمیت صیہونیوں کو بہت خوب معلوم ہے۔ سو مغربی ایجنڈے وہاں یوں پورے کروائے گئے۔ (احادیث میں شام سے مراد، لبنان، شام، اردن، فلسطین، پورا خطہ ہے۔)

امریکہ نے ایران کو غلط سمجھا۔ کل تک ایران، اسرائیل پر امریکہ کی اجازت سے محتاط حملے کرتا تھا۔ حملہ ہو جاتا مگر نقصان پہنچائے بغیر۔ مگر امریکی تکبر نے اسے اندھا کر دیا۔ ٹرمپ کے سر پر ہاتھ رکھے پادریوں کی دعا کا 'سہانا' منظر! ایسپٹین سے آلودہ ٹرمپ پر دعائیہ کلمات الٹ گئے۔ ایران کا قدیمی آریہ مہر تاریخ کا تفاخر، نظریاتی قوت، پاسدارانِ انقلاب (IRG) کی تربیت، قرنوں پرانی رومی، ایرانی سلطنتوں کی آویزش کی غیرت غم وغصے سے ابل اٹھی۔ اور اب..... محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی! انتظار فرمایئے۔ فی الحال تو قوم 55 روپے کا تیل کا ٹیکا سہہ رہی ہے صرف۔ کون سی امت۔ کہاں کا غم! سال کے 8 مہینے ہم چھٹیوں میں گزارتے ہیں۔ حکمران لاکھوں کے سوٹ پہن کر دنیا بھر سے قرضے اکٹھے کرنے ہمہ وقت ملک سے باہر۔ عوام خیراتی دستر خوانوں پر۔ سرکاری دفاتر چھٹی پر۔ بچے نوجوان موبائیلوں پر۔ وجودِ باری تعالیٰ اور رحمت وعلم میرے رب کا! اس پر ایمان لانے کو پاکستان کافی ہے! کہ یہ 'غریب ملک' شاندار گاڑیوں، محلات، بھرے شاپنگ مالوں کے ساتھ رواں دواں ہے! سلامت رہے مگر حقیقی ایمان عطا ہو جائے تو بات بنے!

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی نزد بیکن ہاؤس سکول روڈ ملتان'' میں
04 تا 10 اپریل 2026ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

10 تا 12 اپریل 2026ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ **منہج انقلاب نبوی ﷺ، تصادم کا مرحلہ اوّل، صبر محض، عدم تشدد اور اعادہ سابقہ مذاکرہ۔**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔ **موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں**

برائے رابطہ: 0322-6187858 / 0321-6303691

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ

1) اسلامی آئیڈیالوجی کونسل کا فیصلہ (ruling) 23-12-1969 : اس فیصلے میں ہر نوع کے ''interest'' کو ''ربا'' قرار دیا گیا ہے چاہے قرض کا مقصد، شرح اور مدت کچھ بھی ہو اور فریقین کوئی بھی ہوں۔

2) کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو 29-9-77 کا صدارتی حکم: اس میں کونسل کو حکم دیا گیا کہ وہ غیر سودی اسلامی معیشت کے خدوخال پر مبنی رپورٹ تیار کرے۔ کونسل نے اس مقصد کے لیے ماہرین کا ایک پینل تشکیل دیا جنہوں نے اپنی رپورٹ بنائی۔ کونسل نے اس رپورٹ کا جائزہ لے کر اس میں ضروری ترمیمات کر کے اپنی ایک الگ رپورٹ تیار کی اور 12-6-80 کو جاری کر دی۔ یہ ایک بہت اہم اور غیر سودی مالیات پر ابتدائی اعتبار سے نہایت مفید دستاویز ہے۔ یہ رپورٹ غیر سودی مالیات کے ضمن میں ایک مکمل خاکہ (blue print) مہیا کرتی ہے اور اس میں تجارتی اور صنعتی مقاصد کے لیے سرمایہ کی فراہمی کے لیے بارہ متبادل صورتیں (alternative modes of financing) بھی تجویز کی گئیں ہیں۔

(نوٹ: یہ رپورٹ اواخر 1980ء تک وزارت خزانہ کے ''سرد خانے'' میں پڑی رہی۔ یہاں تک کہ اس کی اشاعت عام پر بھی پابندی لگی رہی اور اس کی ''رہائی'' اور طباعت واشاعت کی اجازت کا مرحلہ اس وقت طے ہو سکا جب اس وقت کے آئیڈیالوجی کونسل کے چیئرمین جناب جسٹس (ر) تنزیل الرحمن صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ سے اس کی شکایت کی، جو اُس وقت جنرل ضیاء الحق کی نامزد مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ چنانچہ ان کے پُرزور اصرار پر جنرل صاحب موصوف نے اس کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی!) (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1434 دن گزر چکے!

مشرقِ وسطیٰ کا بحران اور پاکستان کا اُبھرتا ہوا سفارتی کردار

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

مشرقِ وسطیٰ ایک بار پھر شدید کشیدگی کی لپیٹ میں ہے، جہاں امریکہ، اسرائیل اور ایران کے درمیان بڑھتی ہوئی محاذ آرائی نے خطے کو ایک ممکنہ بڑے تصادم کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ایسے نازک وقت میں پاکستان نے محض ایک تماشائی بننے کی بجائے ایک متحرک اور ذمہ دار سفارتی کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے، جو نہ صرف خطے بلکہ عالمی امن کے لیے بھی اہمیت کا حامل ہے۔

حالیہ پیش رفت اس بات کی غماز ہے کہ پاکستان پسِ پردہ اور اعلانیہ دونوں سطحوں پر سرگرمِ عمل ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کے درمیان ٹیلیفونک رابطہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ واشنگٹن اسلام آباد کو ایک سنجیدہ اور قابلِ اعتماد رابطہ کار کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح یہ اطلاعات بھی سامنے آئی ہیں کہ امریکہ نے اپنے اہم نکات پاکستان کے ذریعے ایران تک پہنچائے، جو پاکستان کے سفارتی اعتماد اور رسوخ کا واضح ثبوت ہے۔

پاکستان کی کوششیں صرف پیغامات کے تبادلے تک محدود نہیں رہیں بلکہ اس نے خود کو ایک ممکنہ ثالث کے طور پر بھی پیش کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اسلام آباد میں امریکہ اور ایران کے درمیان ممکنہ مذاکرات کی راہ ہموار کی جا رہی ہے، جس میں پاکستان، ترکیے اور مصر سہولت کار کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر یہ پیش رفت عملی شکل اختیار کرتی ہے تو یہ نہ صرف پاکستان کی سفارتی کامیابی ہوگی بلکہ خطے میں کشیدگی کو کم کرنے کی طرف ایک بڑی پیش رفت بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

وزیر اعظم شہباز شریف کی سطح پر بھی سفارتی سرگرمیاں تیز رہی ہیں۔ ایرانی صدر مسعود پزشکیان سے رابطہ ہو یا خلیجی قیادت کے ساتھ گفتگو، پاکستان نے مسلسل ایک ہی مؤقف اختیار کیا ہے: کشیدگی میں کمی، مذاکرات کا فروغ اور امتِ مسلمہ میں اتحاد۔ پاکستان نے نہ صرف ایران کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا بلکہ دیگر علاقائی ممالک کے ساتھ بھی رابطے برقرار رکھ کر ایک متوازن اور ذمہ دارانہ پالیسی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ پاکستان نے کسی ایک فریق کا ساتھ دینے کی بجائے ایک ''پُل'' کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی وہ حکمتِ عملی ہے جو ایک ذمہ دار ریاست کو اختیار کرنی چاہیے۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب جذباتی فیصلے پورے خطے کو عدمِ استحکام کی طرف دھکیل سکتے ہیں۔ پاکستان کی جانب سے مذاکرات کی میزبانی کی پیشکش بھی اسی سوچ کا تسلسل ہے۔ یہ پیشکش محض سفارتی بیان نہیں بلکہ ایک عملی اقدام ہے، جو اس عزم کی عکاسی کرتا ہے کہ پاکستان خطے میں امن کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کو تیار ہے، بشرطیکہ متعلقہ فریقین آمادہ ہوں۔

تاہم، اس تمام تر سفارتی سرگرمی کے باوجود چیلنجز اپنی جگہ موجود ہیں۔ امریکہ اور ایران کے درمیان عدم اعتماد، اسرائیل کا سکیورٹی بیانیہ، اور خطے کی پیچیدہ جغرافیائی سیاست کسی بھی پیش رفت کو نازک بنا دیتی ہے۔ ایسے میں پاکستان کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ وہ کس حد تک غیر جانبداری، تسلسل اور اعتماد کو برقرار رکھ پاتا ہے۔

موجودہ صورتِ حال میں پاکستان کا کردار ایک اہم امتحان بھی ہے اور ایک موقع بھی۔ اگر یہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں تو پاکستان نہ صرف ایک مؤثر علاقائی طاقت کے طور پر اُبھر سکتا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک ذمہ دار ثالث کی حیثیت سے اپنی پہچان مضبوط کر سکتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(19 تا 24 مارچ 2026ء)

جمعرات 19 مارچ: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ جامع مسجد دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں بعد نمازِ ظہر معتکفین کے ساتھ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پروگرام میں لاہور سے مسجد بنتِ کعبہ، کراچی سے قرآن اکیڈمی ڈیفنس، یاسین آباد اور گلشن معمار کی مساجد کے معتکفین بھی آن لائن شریک ہوئے۔ جامع مسجد دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں ماہِ رمضان کی 30 ویں شب میں ایک خصوصی نشست ہوئی جس میں کل پانچ مدرسین نے منتخب مقاماتِ قرآن کے حوالہ سے گفتگو کی اور پانچ ہی حفاظِ کرام نے نمازِ تراویح میں تلاوت کی سعادت حاصل کی۔

جمعہ 20 مارچ: خطابِ جمعہ (اُردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا۔ رات میں سابقہ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے گھر جانا ہوا۔ اُن کے صاحبزادوں کے ہمراہ ملاقات رہی۔ راقم کے اہلِ خانہ بھی ہمراہ تھے اور سابقہ امیر تنظیم کے اہلِ خانہ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔

ہفتہ 21 مارچ: مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں ہونے والے نمازِ عید کے اجتماع میں امامت اور خطبہ کی سعادت حاصل کی۔ دن میں مرکز تنظیم اسلامی میں رفقاء سے ملاقات کا اہتمام رہا۔ دوپہر میں اہلِ خانہ کے ساتھ کراچی روانگی ہوئی۔

منگل 24 مارچ: حلقہ کراچی شرقی کی شوریٰ و اہلِ خانہ کے ایک اجتماع میں اہلِ خانہ کے ساتھ شرکت کی۔ خواتین کے اجتماع میں حسبِ معمول پردہ کا انتظام تھا۔

معمول کی سرگرمیاں: مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ و نصابِ قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ کئی رفقاء و احباب سے لاہور اور کراچی میں ملاقات رہی۔ الحمدللہ!

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

● قابض اسرائیلی حکام کی طرف سے اسرائیل اور ایران کے درمیان جاری کشیدگی اور جنگی حالات کے نام پر عائد کی گئی پابندی کے باعث نمازیوں کو مسجد الاقصیٰ میں داخل ہونے اور عبادت کی ادائیگی سے روک رکھا ہے۔ مسجد کے اطراف اور القدس کے قدیم شہر میں اسرائیلی فورسز کی بھاری نفری تعینات ہے، فلسطینی حلقوں کی جانب سے اس اقدام کو مذہبی آزادی پر سخت قدغن قرار دیا جا رہا ہے۔ تاہم پابندیوں کے باوجود فلسطینیوں نے شب قدر کی بابرکت رات باب الساھرۃ کے مقام پر عبادت اور دعا کے ساتھ زندہ رکھی۔ نمازی بڑی تعداد میں جمع ہوئے اور مسجدِ اقصیٰ میں داخلے کی اجازت نہ ملنے کے باوجود دروازوں کے قریب ہی نماز ادا کی، تلاوتِ قرآن کی اور دعا کا اہتمام کیا۔ اس سے قبل مقامی حلقوں کی جانب سے عوام سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ رمضان المبارک کی 27ویں شب کو مسجدِ اقصیٰ کے اطراف جمع ہوں اور ممکنہ حد تک مسجد کے صحنوں تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ اس بابرکت رات کو عبادت اور دعا کے ساتھ زندہ رکھا جا سکے۔ 1967ء کے بعد پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ کو عید الفطر کے موقع پر بھی بند رکھا گیا ہے۔

● حماس کی قیادت نے سید مجتبیٰ خامنہ ای کو اسلامی انقلاب کے قائد کے طور پر منتخب ہونے پر دلی اور مخلصانہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے پیغام دیا ہے کہ ہم نہایت قدر و احترام کے ساتھ اس حقیقت کو سراہتے ہیں کہ انتہائی پیچیدہ سکیورٹی حالات کے باوجود اقتدار کی منتقلی کا عمل کامیابی سے مکمل ہوا اور قیادت کی ذمہ داری آپ کے سپرد مضبوط اور مستحکم ادارہ جاتی طریقہ کار کے تحت کی گئی ہے اور یہ امر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کا نظام اللہ کے فضل سے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے اور دشمنوں کی تمام سازشیں اس مضبوط نظام کو کمزور کرنے میں ناکام رہیں گی۔

● القسام بریگیڈز کے ترجمان اُبوعبیدہ نے کہا ہے کہ ہم اُمتِ مسلمہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دشمن کے ان منصوبوں کے مقابلے میں اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کریں، جن کا مقصد جارحیت کے دائرے کو مزید وسیع کرتے ہوئے اسے دوسرے عرب ممالک تک پھیلانا ہے۔

● لبنانی وزارت صحت نے اعلان کیا ہے کہ رواں ماہ کے آغاز سے لبنان پر جاری قابض اسرائیل کی مسلسل جارحیت کے نتیجے میں ہونے والے جانی نقصان کی تعداد 850 شہداء اور 2105 زخمیوں تک جا پہنچی ہے، جن میں 107 معصوم بچے بھی شامل ہیں جبکہ زخمی بچوں کی تعداد 331 تک پہنچ چکی ہے۔ شہدا میں مردوں کی تعداد 677 جبکہ 1415 مرد زخمی ہوئے، خواتین میں 66 شہادتیں اور 359 زخمی ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ یہ مجرمانہ حملے صحت کے شعبے تک پھیل چکے ہیں جہاں اب تک 5 ہسپتال، 30 ایمبولینس گاڑیاں اور 13 طبی مراکز قابض دشمن کی بمباری سے متاثر ہوئے ہیں، جبکہ طبی تنصیبات پر مجموعی طور پر 46 حملے درج کیے گئے ہیں۔ ان وحشیانہ حملوں کے نتیجے میں طبی شعبے سے وابستہ 32 اہلکار شہید اور 58 زخمی ہوئے ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

● **اسرائیل: حملے جاری رکھنے کا اعلان:** اسرائیل نے ٹرمپ کا حملے موخر کرنے کا فیصلہ نظرانداز کرتے ہوئے، ایران پر حملے جاری رکھنے کا اعلان کیا، جواب میں ایران نے اسرائیل اور امریکی اڈوں پر ملٹی وار ہیڈ میزائل داغ دیئے۔ پاسداران انقلاب نے کہا ہے کہ آپریشن وعدہ صادق 4 کے تحت حملوں کی نئی لہر کا آغاز کر دیا گیا ہے جس میں امریکی اہداف اور اسرائیل کو نشانہ بنایا گیا، ایلات، دیمونا اور شمالی تل ابیب سمیت مختلف اہداف پر ملٹی وار ہیڈ میزائل اور ڈرونز کے ذریعے حملے کیے گئے۔

● **انڈونیشیا: غزہ پیس بورڈ کی رکنیت کے لیے ایک ارب ڈالر نہیں دیں گے: صدر:** صدر پرابووو سوبیانتو نے کہا ہے کہ انڈونیشا غزہ پیس بورڈ کی رکنیت کے لیے ایک ارب ڈالر فیس نہیں دے گا، ہم نے غزہ میں صرف امن فوج فراہم کرنے کا عزم ظاہر کیا تھا، انڈونیشین فوج کا غزہ میں کردار صرف امن قائم رکھنے (پیس کیپنگ) تک محدود ہے، ہم مطلوبہ تعداد میں امن فوج فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ واضح رہے کہ 3 فروری کو وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ یہ رقم وزارت دفاع کے بجٹ سے دی جا سکتی ہے۔

● **سوڈان: ہسپتال پر حملہ، ڈاکٹر نرسوں، بچوں سمیت 64 افراد جاں بحق:** عالمی ادارہ صحت نے کہا ہے کہ سوڈان کے علاقے مشرقی دارفور کے دارالحکومت الڈائن میں واقع ایک تدریسی ہسپتال پر حملے میں کم از کم 64 افراد ہلاک ہو گئے، جن میں 13 بچے بھی شامل ہیں جبکہ 89 افراد زخمی ہوئے جن میں طبی عملہ بھی شامل ہے۔ اس واقعے کے بعد ہسپتال کے بچوں، زچگی اور ایمرجنسی وارڈز شدید متاثر ہوئے اور ہسپتال مکمل طور پر غیر فعال ہو گیا۔ ڈبلیو ایچ او کے مطابق سوڈان کی جاری جنگ کے دوران صحت کے مراکز پر حملوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 2 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے، جبکہ 2023ء سے اب تک 213 حملے ریکارڈ کیے جا چکے ہیں۔

● **مقبوضہ کشمیر: 8ویں برس بھی جامع مسجد سرینگر میں نماز عید ادا نہ کی جا سکی:** بھارت نے ریاستی دہشت گردی جاری رکھتے ہوئے مسلسل 8ویں برس کشمیریوں کو جامع مسجد سری نگر میں نماز عید ادا نہ کرنے دی۔ قابض بھارتی انتظامیہ نے جامع مسجد کو سیل کر کے تالے ڈال دیئے، مسجد کے اطراف بڑی تعداد میں بھارتی فورسز کے اہلکار تعینات کر دیئے۔ حریت کانفرنس کے رہنما میر واعظ عمر فاروق کو بھی گھر میں نظر بند رکھا۔

● **بحرین: ایران کے لیے جاسوسی کے شبہ میں 5 افراد گرفتار:** وزارت داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ پانچ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے جن پر ایران کی پاسداران انقلاب کے لیے حساس معلومات جمع کرنے اور فراہم کرنے کا الزام ہے۔ گرفتار افراد کی عمریں 25 سے 39 سال کے درمیان ہیں۔

● **سعودی عرب: عمرہ ویزا ہولڈر 18 اپریل تک ملک چھوڑ دیں: وزارت حج:** سعودی وزارت حج و عمرہ نے عمرہ زائرین کے لیے اہم وارننگ جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمام عمرہ وزٹ ویزا ہولڈرز 18 اپریل تک لازمی طور پر سعودی عرب چھوڑ دیں اور واپسی کو یقینی بنائیں، بصورت دیگر بھاری جرمانہ، قانونی کارروائی اور سخت سزائیں دی جائیں گی۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
1kg
KLINIT
صفائی اور بچت ایک ساتھ
Multi Action
Power Magic
Detergent Powder
With Colour Guard

میرا با اعتماد انتخاب
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kge
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans + Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR
SUPER SAVING PACK
DISHWASH BAR
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.12

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL cough syrup

Acefylline piperazine 45mg + diphenhydramine HCl 8mg

PAKISTAN'S MOST PRESCRIBED COUGH SYRUPS

Nabiqasim Industries (Pvt.) Ltd.
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi - 74200

+92 21 - 111 742 762
+92 21 - 2636313
info@nabiqasim.com
www.nabiqasim.com

your Health our Devotion